ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
22
www.tanzeem.org
8 تا 14 جمادی الثانی 1430ھ / 2 تا 8 جون 2009ء

ظلم کا سرچشمہ

تاریخ میں انسانوں نے جو مختلف سیاسی نظام آزمائے ہیں ان کے نتائج بتاتے ہیں کہ حکمرانی کو اصل آفت جو لے ڈوبتی ہے وہ ظلم ہے۔ ظلم کا سرچشمہ استبداد و آمریت ہوتا ہے۔ استبداد و آمریت یہ ہے کہ حکمرانوں کے دلوں سے کسی ایسی پہرہ دار طاقت کا خوف اٹھ جائے جو ان کی عظمت سے بھی عظیم تر ہو، ان کی قوت سے بھی قوی تر ہو اور ان کے اثر و نفوذ سے بھی زیادہ مؤثر اور کارگر ہو۔ اس کے نتیجے میں ان کے اندر سرکشی کا طوفان ابل پڑتا ہے۔ وہ صرف اسی 'شریعت' کی پابندی کرتے ہیں جسے وہ خود بناتے ہیں۔ وہ کسی ایسی قانون ساز اتھارٹی کے آگے سرنگوں نہیں ہوتے جس کا اقتدار ان کے اقتدار سے بالاتر ہو۔ نہ قوم کا مجموعی ارادہ ان کے آگے بند باندھ سکتا ہے اور نہ رعیت کی حریت کے لئے قائم کوئی دیوار ان کی جولانیوں کو محدود کر سکتی ہے۔ وہ تمام اخلاقی اور قانونی تقاضے پامال کر دیتے ہیں۔ سطوت و عصبیت کے بے لگام جذبات کے سوا ان کے دامن میں کوئی قدر باقی نہیں رہتی۔

اگر ہم ان اقوام کے حالات کا عمیق مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ربانی ہدایت کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے وہ ظلم و جور کا لقمہ بنیں۔ اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر انہوں نے خواہش نفس کی پیروی کی اور اپنی سرکشی کی بدولت وہ طاغوت کی حکمرانی کے پھندے میں آ گئیں۔ اس کے مقابلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ انسانیت کو تکریم عطا کرتا ہے اور انسان پر اپنی وہ رحمت و عنایت فرماتا ہے جس سے انسان کی ترقی و آبادی میں اضافہ ہوتا ہے اور نجات و فلاح کا راستہ کھل جاتا ہے۔ اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ بھیجے، کتابیں نازل کیں جو انسانوں کی صلاح و فلاح کے لئے دساتیر حیات اور سنگ ہائے میل بنتی رہیں۔

اسلامی نظام
ڈاکٹر عباسی مدنی

اس شمارے میں

پاکستان کا سبز ہلالی پرچم

فوجی آپریشن بند کیا جائے

مولانا صوفی محمد کے نام
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خط

جیل میں گزرے چند دن

طالبان کے لئے لائحہ عمل

طالبان رہنما ملا معتصم سے انٹرویو

تنظیم اسلامی کی
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (374)

سورۃ الاعراف
(آیات: 143،142)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿142﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿143﴾﴾

”اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی۔ اور دس (راتیں) اور ملا کر اسے پورا (چلّہ) کر دیا تو اس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پوری ہو گئی۔ اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ میرے (کوہ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو (ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے رستے پر نہ چلنا۔ اور جب موسیٰؑ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر (کوہ طور پر) پہنچے اور اُن کے پروردگار نے اُن سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار، مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں۔ پروردگار نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے، ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو، اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔ جب اُن کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوار ربانی نے) اُس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اوّل ہوں۔“

ہم نے موسیٰؑ کو 30 راتوں کے لئے بلایا۔ عرب محاورے میں رات ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ دراصل بلاوا 30 مکمل ایام کا تھا، پھر ہم نے اس مدت کو دس دن کا اضافہ کر کے مکمل کر دیا۔ یہ مدت 40 راتیں ہو کر پوری ہوئی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل تو موسیٰؑ کی طلبی 30 رات کے لئے ہی تھی، اس مدت میں انہیں مسلسل روزہ رکھنا تھا۔ اس دوران کسی وقت اُن سے ضبط نہ ہو سکا اور مسواک کر کے روزے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بو ختم کر دی، تو اس کی پاداش میں اللہ نے تیس راتوں کی مدت کو بڑھا کر چالیس راتیں کر دیا۔ تاہم ایسی روایات کی صحت کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صوفیاء کے ہاں 40 رات کا چلہ یہیں سے نکالا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ مجھے اللہ نے کوہ طور پر بلایا ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ آپ میری عدم موجودگی میں میری قوم میں میری نیابت کریں گے اور دیکھئے، اصلاح کرتے رہنا، اور فساد مچانے والوں کی پیروی نہ کرنا۔ جب موسیٰؑ وقت مقررہ پر کوہ طور پر پہنچے اور رب تعالیٰ نے اُن کے ساتھ کلام کیا تو انہوں نے درخواست کی، اے میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار نصیب فرما تا کہ میں تجھے دیکھ لوں۔ اللہ نے فرمایا، تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، البتہ تم ذرا اس پہاڑ پر نظر کرو۔ اگر وہ اپنی جگہ کھڑا رہا (یعنی ہماری تجلی کو برداشت کر گیا) تو پھر تم بھی سوچنا کہ شاید مجھے دیکھ سکو۔ پس جب اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو اس سے وہ بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ بھی تجلی باری تعالیٰ کے اس بالواسطہ مشاہدے کے نتیجہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ تجلی کیا ہے؟ جلی روشن شے کو کہتے ہیں۔ تجلی کا معنی کسی شے کا خود روشن ہو جانا ہے۔ تو یہ ذات باری تعالیٰ کی تجلی تھی جو پہاڑ پر ڈالی گئی۔ جب موسیٰؑ ہوش میں آئے تو کہنے لگے، اے اللہ تو پاک ہے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر تیرے حضور میں جسارت کر ڈالی تھی اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں یعنی بغیر دیکھے تجھے ماننے والا ہوں۔

فرمان نبویؐ

قومی عزت و آبرو کا انحصار

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِذَا كَانَ اُمَرَاءُ كُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاءُ كُمْ سُمَحَاءَ كُمْ وَاُمُوْرُ كُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَاِذَا كَانَ اُمَرَاءُ كُمْ شِرَارَ كُمْ وَاَغْنِيَاءُ كُمْ بُخَلَاءَ كُمْ وَاُمُوْرُ كُمْ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نیک (اور لائق) اشخاص تمہارے حکمران ہوں اور تمہارے مال دار لوگ محسن اور فیاض ہوں اور تمہارے اجتماعی معاملات باہم صلاح و مشورے سے طے ہوا کریں تو تمہارے لیے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے اوپر حکومت کرنے لگیں اور تمہارے مال دار کنجوس اور بخیل ہو جائیں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت تمہارے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہوگا“۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کا سبز ہلالی پرچم

پاکستان کے ہلالی پرچم میں سفید رنگ کی پٹی ہے جسے امن اور صلح وصفائی کا رنگ سمجھا جاتا ہے۔اس کی زمین سبز ہے جو انتہائی مثبت اور آنکھوں کیلئے خوشگوار رنگ سمجھا جاتا ہے۔سرکار مدینہ کے روضہ مبارک کا گنبد چونکہ سبز ہے اس وجہ سے مسلمان کے لئے سبز رنگ مقدس اور قابل احترام بھی ہے۔اس جھنڈے میں چاند اور ایک ستارہ بھی چمک دمک رہا ہے۔آسمان پر جتنے بھی سیارے ہیں، ان میں انسان کو چاند سے ایک خصوصی انس ہے۔اگرچہ سورج کی روشنی انسانی زندگی کیلئے انتہائی اہم ہے لیکن بندۂ خدا سورج کی تپش سے بچتا اور چھپتا ہے اور چاند دیکھنے باہر نکلتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے۔کوئی وجہ تو ہے کہ ماں بچے کو چندا ماموں کہنا سکھاتی ہے۔آسمان کی خوبصورتی کو جو شے چار چاند لگاتی ہے وہ ستاروں کا جھرمٹ ہے۔پھر یہ کہ مسافر کو ستارے راہ دکھاتے تھے اور گھڑی کا کام دیتے تھے۔گویا پاکستان کا جھنڈا امن کا پیغام دیتا ہے، محبت کا درس دیتا ہے، مثبت سوچ کی دعوت دیتا ہے۔یہی تصورات اور تخیلات اس پرچم کو رنگ و شکل دینے والوں کے ہوں گے کہ وہ پاکستان کو امن اور محبت کا گہوارہ بنائیں گے۔یہ دنیا کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوگا۔اس سے انسانوں کی امامت کا کام لیا جائے گا۔

آج پاکستان پر ایک نگاہ ڈالیں، زمینی حقائق اس کے برعکس ہیں۔سفید پٹی پر تو انسانی خون کی موسلادھار بارش ہو رہی ہے۔وہ مکمل طور پر گہری سرخ ہو چکی ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والے سبز رنگ پر انسانی خون کے دھبے جابجا نظر آتے ہیں۔کرپشن کے انتہائی بدنما داغ بھی ہیں، لٹیروں کا راج ہے، ظلم ہے، عدل کا فقدان ہے۔سرمایہ دار کے منہ کو خون لگ چکا ہے۔جاگیردار اور وڈیرہ کمیوں سے جانوروں سے بدتر سلوک کرتا ہے۔صوبائی تعصب بدترین صورت اختیار کر چکا ہے۔لسانی اور فرقہ وارانہ فسادات روزمرہ کا معمول ہے۔سیکیورٹی ایجنسیاں حکمرانوں کی حفاظت سے ہی فارغ نہیں، وہ تخریب کاری کو روکنے کیلئے وقت کہاں سے نکالیں۔ان حالات میں بھی حکمرانوں کی عیاشی اور اللے تللے جاری ہیں۔اس صورت حال نے سبز رنگ کو اتنا گدلا کر دیا ہے کہ اس کی پہچان ختم ہوتی جارہی ہے۔انسان اپنی ہی زمین اور اپنے ہی مادر وطن میں مہاجر ہو گئے ہیں اور دل اتنے پتھر ہو گئے ہیں کہ وہ جو کبھی خود مہاجر ہو کر آئے تھے اور سر آنکھوں پر بٹھائے گئے تھے، آج اپنے گرد آئرن کرٹن بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔مشرق سے آنے والے مسلمانوں کو اپنے صوبے میں آباد کرنے کی دہائی اب بھی دیتے ہیں، اس کے لئے مطالبہ کرتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں، لیکن اپنے ہی ملک کے شمال مغرب سے آنے والے مسلمانوں کے لئے آبادی سے باہر بنائے گئے کیمپ بھی اکھاڑ دیتے ہیں۔جو کام 48-1947ء میں بہت اچھا اور قابل تحسین تھا، وہ 2009ء میں گناہِ کبیرہ کیوں ٹھہرا۔48-1947ء میں مقامی آبادی یہی انداز اور رویہ اختیار کرتی تو پھر کیا ہوتا۔ہم ہرگز اس کے حق میں نہیں۔جو جذبہ 48-1947ء میں مشرق سے آنے والوں کے لئے نظر آیا تھا، ہم آج بھی اس کی قدر کرتے ہیں اور 2009ء میں شمال مغرب سے آنے والوں کا استقبال کراچی میں اس سے بھی زیادہ جذبے اور گرم جوشی سے ہونا چاہئے تھا، بلکہ مزید محبت و اخوت کا مظاہرہ ہونا چاہئے تھا۔

یہ سبز ہلالی پرچم جس کے ساتھ کتنی امیدیں وابستہ کی گئی تھیں، اسے چین اسلام ازم کا سنگ بنیاد قرار دیا گیا تھا۔آج اسی ملک کے ایک صوبے میں اس سے نفرت کا یہ عالم ہے کہ اس مکان کے لئے یہ

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — شمارہ 22
8 تا 14 جمادی الثانی 1430ھ
2 تا 8 جون 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 5869501-03
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا--------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

خطرہ اور تباہی کا باعث ہوسکتا ہے، جہاں یہ نصب ہو۔ چند سال پہلے ایک امریکی تجزیہ نگار نے کہا تھا "Pakistan is still in search of her identification" حقیقت یہ ہے کہ ہماری سوچ میں بالکل آغاز ہی میں کجی پیدا ہوگئی تھی اور اب تک ہماری وہ کج روی جاری وساری ہے۔ ہم نے اس ملک کو پاکستانیت کی بنیاد پر متحد اور استوار رکھنے کی کوشش کی لیکن خود پاکستان کی بنیاد کیا تھی، اس کو کلی طور پر فراموش کر دیا۔ ہم اینٹوں کو جوڑے رکھنے کی کوشش میں ہیں، لیکن مغرب اور گلوبل ماحول سے خوفزدہ ہو کر اُن کے درمیان اصلی سیمنٹ استعمال کرنے سے گریزاں ہیں۔ 1947ء میں ہم نے پانچ کمروں پر مشتمل ایک مکان بنایا۔ ان میں سے ایک کمرہ خاصے فاصلے پر تھا، اس کو ہم نے سرونٹ کوارٹر کا درجہ دیا۔ لہٰذا ہمارا دشمن ہمسایہ اسے جلد ہم سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب ان چار کمروں کی دیواروں میں بھی دراڑیں پڑ رہی ہیں اور ان کی چھتیں ٹپک رہی ہیں۔ ستون ایک ایک کر کے گر رہے ہیں، جس سے مکان کی حالت انتہائی خستہ ہوگئی ہے۔ ان چاروں کمروں کے مکینوں کے لباس رہن سہن، بود وباش اور ثقافت میں کچھ نہ کچھ فرق ہے لیکن صرف ایک شے مشترک ہے، وہ ان کا دین ہے۔ وہی دین جس کو اس مکان کی بنیاد قرار دیا گیا تھا۔ اگر آج بھی اس دین کو انفرادی اور ریاستی سطح پر اپنا لیا جائے تو یہ مشترک قدر اس مکان کو ایک مضبوط قلعہ بنا دے گی وگرنہ یہ مکان اپنے مکینوں کے سروں پر آگرے گا۔ اس لئے کہ ہم اس شاخ پر آری چلا رہے ہیں جس پر ہم نے بسیرا کیا ہوا ہے۔ اے حکمرانو! ہماری نہیں سنتے تو تاریخ ہی کی سن لو۔ تجربہ ہی سے سیکھ لو۔ وقت کی پکار ہی سن لو۔ اس دستک پر کان دھرو جو تمہارے دروازے پر دی جارہی ہے۔ سر ریت میں دینے سے طوفان نہیں ٹلا کرتے۔ یاد رکھو، عوام تو آج بھی ظلم وستم سہہ رہے ہیں پھر بھی اپنی آزادی سے پیار کرتے ہیں۔ یہ ملک (خاکم بدہن) نہ رہا تو سب سے زیادہ خسارے میں تم رہو گے۔ اگر اس پرچم کو بلند رکھنا چاہتے ہو تو اس کو اس کے رنگ واپس کر دو۔ لیڈر اگر قوم سے مخلص ہو تو چاند ستارہ ہے لیکن اگر بک جائے اور غیروں کا غلام ہو جائے تو وقت آنے پر اس کے آقا ہی یہ کہہ کر اُسے پاؤں تلے روند دیتے ہیں کہ تم اپنوں کے نہیں بنے، ہمارے کیسے بنو گے اور قوم کے غداروں کا انجام ذلت ورسوائی کی موت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

توبہ کی منادی

ہماری توبہ کا عملی تقاضا

نظام خلافت راشدہ کے قیام کی جدوجہد

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظام خلافت کا قیام — فون 042-631 6638 042-6366638 www.tanzeem.org

چیونٹی اور عقاب

[بال جبریل]

چیونٹی

میں پائمال و خوار و پریشان و دردمند
تیرا مقام کیوں ہے ستاروں سے بھی بلند؟

عقاب

تُو رِزق اپنا ڈھونڈتی ہے خاکِ راہ میں!
مَیں نُہ سپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں!

اِن دو اشعار میں چیونٹی اور عقاب کے مابین ایک سبق آموز مکالمہ ہے جس کا ایک کردار کمزور اور پست ہے، جبکہ دوسرا کردار حوصلہ مند، باہمت اور بلند پرواز ہے۔ یہ مکالمہ اِس منطقی نتیجے کی نشان دہی کرتا ہے کہ دنیا میں وہی لوگ باوقار اور سربلند ہوتے ہیں جو اعلیٰ نصب العین رکھتے ہیں۔

پہلے شعر میں چیونٹی عقاب سے یوں کہتی ہے کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، تو بس اتنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ انتہائی خوار وخستہ اور حقیر شے ہوں، جسے راہ گیر اپنے پیروں تلے روندڈالتے ہیں، جبکہ تیرا مرتبہ تو مجھے ستاروں سے بھی اونچا لگتا ہے۔ آخر اِس کی کیا وجہ ہے؟

عقاب نے جواب دیا کہ تیری ذلت وخواری کا سبب یہ ہے کہ تُو نے پستی ہی پر قناعت کر لی ہے۔ اس سے بڑی کم ہمتی اور کیا ہوگی کہ تُو زندہ رہنے کے لیے رزق کی تلاش میں بھی خاکِ راہ تک محدود رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راہ گیر تجھے روندڈالتے ہیں، جبکہ میں تو آسمانوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ یہی سبب ہے کہ میں باوقار ہوں اور تُو ذلیل وخوار!

شرحِ ضربِ کلیم

ازقلم: سید قاسم محمود

”ندائے خلافت“ میں ”گوشۂ اقبال“ کا آغاز آج سے چار برس قبل مورخہ 17 تا 23 فروری 2005ء کے شمارہ سے ہوا تھا، جس کے تحت پہلے شاعرِ مشرق کے مجموعۂ کلام ”بالِ جبریل“ کی شرح ہر ہفتے پیش کی گئی۔ اب ”بالِ جبریل“ کے اختتام کے بعد آئندہ شمارے سے علامہ صاحب کے مجموعۂ کلام ”ضربِ کلیم“ کی شرح پیش کی جائے گی، (ان شاء اللہ) اور شرح وہی، ہمارے مشہور ادیب، دانشور اور ”ندائے خلافت“ کے معروف قلم کار جناب سید قاسم محمود پیش کریں گے۔

پاکستان کی بقا و سلامتی کا تقاضا ہے کہ مالاکنڈ میں فوجی آپریشن بند کر کے بلا تاخیر نظامِ عدل نافذ کیا جائے

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید سے انٹرویو

گزشتہ ہفتے ہفت روزہ ندائے ملت کے نمائندے اسرار بخاری نے امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید سے سوات میں فوجی آپریشن کے حوالے سے خصوصی انٹرویو کیا، جو ندائے ملت کے شمارہ نمبر 21 میں شائع ہوا۔ امیر تنظیم کا یہ انٹرویو مذکورہ رسالے کے شکریے کے ساتھ اب ندائے خلافت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

ندائے ملت: اس وقت ملک جس صورت حال سے دوچار ہے' بالخصوص مالاکنڈ ایجنسی میں آرمی ایکشن سے پیدا شدہ حالات کے حوالے سے جو صورتحال بن رہی ہے' آپ اسے کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

عاکف سعید: صورت حال تو یہ ہے کہ اس وقت پاکستان موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا نظر آ رہا ہے۔ جہاں تک ملک کی 62 سالہ تاریخ کا تعلق ہے یہ ملک بڑے بڑے بحرانوں سے گزرا ہے' یہاں تک کہ 1971ء میں آرمی ایکشن کے نتیجے میں ملک دولخت ہو گیا۔ پھر مغربی پاکستان کی حد تک رہ جانے والے پاکستان میں کئی مواقع پر کراچی میں لسانی فسادات کی شکل میں خون کی ہولی کھیلی گئی۔ 1973ء میں آرمی ایکشن کے بعد بلوچستان میں علیحدگی پسندی کی تحریک کی آگ سلگتی رہی۔ 1983ء میں ایم آر ڈی کی تحریک کے ضمن میں سندھی قوم پرستی کا لاوا پھوٹ پڑا' لیکن اس وقت ملک بحران عظیم سے دوچار ہے۔ کراچی کی حالت آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھے شخص جیسی ہے' بلوچستان کی سلگتی آگ اب دہکتا لاوا بن چکا ہے اور یہ بجا طور پر قابل توجہ اور باعث تشویش بات ہے کہ آج وفاق کا نمائندہ' گورنر بلوچستان یہ کہہ رہا ہے کہ "اسلام آباد میں تو کوئی میری بات سنتا ہی نہیں ہے"۔ مالاکنڈ ڈویژن میں آگ اور آہن کی بارش کے نتیجے میں انسانوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ دوسری طرف 20 لاکھ سے زائد انسان بے گھر ہو کر پاکستان کے دوسرے حصوں میں کسی قریبی یا دور کے عزیزوں' رشتہ داروں کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں' یا لاکھوں کی تعداد میں ایسے کیمپوں میں رہائش پر مجبور ہیں جہاں بھوک' پیاس اور شدید گرمی کے احساس میں مبتلا ہیں' جبکہ رہائشی سہولیات (لیٹرین وغیرہ) کا تو سرے سے فقدان ہے جس کے پیش نظر عالمی ادارے کہہ رہے ہیں کہ یہ صورتحال کسی بڑے انسانی المیہ کو جنم دے سکتی ہے۔

ندائے ملت: لیکن فوجی ایکشن تو مسلح بغاوت کے نتیجے میں شروع کیا گیا ہے' اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

> **بھارت کی "را" افغانستان کی "خاد" سابق شمالی اتحاد' امریکہ اور نیٹو کی خفیہ ایجنسیوں کے کارندے پاکستان کو غیر مستحکم کر کے دراندازی کا بہانہ فراہم کرنا چاہتے ہیں**

عاکف سعید: مالاکنڈ ڈویژن میں مسلح بغاوت کے ردعمل میں 26 اپریل 2009ء سے فیصلہ کن اور بھرپور فوجی ایکشن شروع کیا گیا ہے' اس میں دو قسم کے لوگ شامل ہیں۔ ایک تحریک نفاذ شریعت محمدی جس کے قائد اور امیر مولانا صوفی محمد ہیں۔ دوسرے چار مختلف النوع لوگ جن کو غلط طور پر طالبان کا نام دے دیا گیا ہے۔ تحریک نفاذ شریعت محمدی 20 سال پرانی تحریک ہے جس کا آغاز 1989ء میں ہوا۔ اس میں مالاکنڈ ڈویژن کے صد فی صد نہیں تو اسی نوے فیصد لوگ یا تو عملاً شامل ہیں یا پھر تحریک سے اتفاق اور ہمدردی کا رشتہ رکھتے ہیں۔ ان کا ایک نکاتی مطالبہ تھا کہ ہمیں وہ نظامِ عدل دے دیا جائے جو 1969ء سے قبل رائج تھا اور جس میں علمائے دین قاضیوں کی شکل میں تنازعات و مقدمات کے فیصلے شریعت اسلامی کے مطابق کرتے تھے، جس کے نتیجے میں انصاف جلد اور سہولت کے ساتھ مل جایا کرتا تھا۔ اس تحریک کے ضمن میں دو بار زبردست عوامی احتجاج اور مطالباتی مہم بھی مولانا صوفی محمد کی زیر سرکردگی چلی' یعنی پہلے 1994ء میں پھر 1998-99ء میں۔ پہلی تحریک کے دوران بھی سوات وغیرہ میں کچھ لوگوں نے بعض سرکاری عمارات پر قبضہ کر لیا تھا اور دوسری بار تو بات مسلح تصادم کے بہت نزدیک پہنچ گئی تھی' لیکن دونوں مواقع پر حکومت نے مولانا صوفی محمد کے ساتھ مذاکرات کے نتیجے میں شرعی نظامِ عدل کے قیام کا وعدہ کیا۔ لیکن پھر وعدے سے منحرف ہو گئی بلکہ مولانا صوفی محمد کو قید کر دیا گیا اور وہ آٹھ سال نظر بند رہے۔ ان کی طویل غیر حاضری کے دوران تحریک کے بعض نسبتاً جوان اور جوشیلے لوگوں نے مولانا صوفی محمد کے داماد مولانا فضل اللہ کی سرکردگی میں حکام کی بار بار بدعہدیوں سے مایوس ہو کر "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق ہتھیار اٹھا لیے اور مسلح بغاوت کا آغاز ہو گیا' یہ فوری ردعمل نہیں ہے۔

ندائے ملت: آپ نے مسلح بغاوت میں چار مختلف النوع افراد کے شامل ہونے کا ذکر کیا ہے' یہ کون لوگ ہیں؟

عاکف سعید: ان چار مختلف النوع عناصر میں سے ایک غیر ملکی (یعنی عرب' چیچن اور ازبک) ہیں۔ یہ لوگ جہادِ افغانستان میں حصہ لینے کے لیے افغانستان آئے تھے' لیکن جب امریکہ نے تاریخ کی عظیم ترین کولیشن کی مدد سے طالبان کی حکومت کو ختم کر دیا تو وہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں پناہ گزین ہو گئے اور وہاں شادیاں کر کے گویا اسی معاشرے کا جزو بن گئے' جبکہ ان میں بہت سے جہاد افغانستان کے فوراً بعد ہی یہاں آباد ہو گئے تھے' کیونکہ ان کے لیے اپنے ممالک میں جانا ممکن نہیں رہا تھا۔ ان کی ہمیشہ کوشش رہی کہ افغانستان میں جب طالبان نے امریکی قبضہ کے خلاف گوریلا جنگ شروع کی تو ان کی مدد کی جائے۔

ندائے ملت: لیکن یہ تو پاکستان میں ہونے والی مسلح بغاوت میں شامل ہو گئے' یہ افغانستان کے لیے گوریلا جنگ

تو نہیں ہے؟

عاکف سعید: جب انہیں نظر آیا کہ وہی معاملہ مالاکنڈ میں ہو رہا ہے تو وہ اس میں شریک ہو گئے۔ صوبہ سرحد کے وہ مقامی مذہبی اور دینی مزاج رکھنے والے لوگ بھی جو افغان طالبان کی مدد کرنا چاہتے تھے اور پاکستان میں بھی شریعت کے نفاذ کے خواہاں تھے' وہ بھی ان میں شامل ہو گئے' چنانچہ یہ ہیں وہ لوگ جنہیں "پاکستانی طالبان" کا نام دیا جاسکتا ہے۔

مولانا صوفی محمد کا یہ موقف درست تھا کہ عام قاضی کورٹس کے فیصلوں کے خلاف اپیل کے لئے دارالقضاء عالیہ اور دارالقضاء عظمٰی دونوں مالاکنڈ میں ہی ہوں اور ان میں علمائے کرام ہی جج ہوں

ندائے ملت: آپ نے جن لوگوں کو "پاکستانی طالبان" کا نام دیا، اُن کے علاوہ بھی تو دوسرے لوگ یہاں سرگرم ہیں' بعض غیر مختون لوگوں کی لاشیں بھی ملی ہیں۔

عاکف سعید: ان چار عناصر میں یہ بھی شامل ہیں' بھارت کی "را" افغانستان کی "خاد" سابق شمالی اتحاد' امریکہ اور نیٹو کی خفیہ ایجنسیوں کے کارندے' جو پاکستان کو غیر مستحکم کر کے دراندازی کا بہانہ فراہم کرنا چاہتے ہیں تاکہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ کر اسے بھارت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے کہ چاہے تو سالم پاکستان کو اپنی تابع مہمل ریاست کی حیثیت سے باقی رکھے اور چاہے تو اس کے حصے بخرے کر دے۔ چوتھے جرائم پیشہ لوگ جنہوں نے مسلح بغاوت کی اس بہتی گنگا میں خوب ہاتھ دھوئے اور اسے لوٹ مار اور اغوا برائے تاوان وغیرہ کی صورت میں دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیا۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اس مسلح بغاوت کے دوران گھناؤنے اور وحشیانہ کام ان مؤخر الذکر دونوں قسم کے لوگوں نے کیے ہیں' اوّل الذکر دونوں گروہوں کا ایسی کارروائیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ندائے ملت: اے این پی کی سیکولر حکومت نے شرعی نظامِ عدل کا معاہدہ کیوں کر لیا؟

عاکف سعید: دیکھئے، مسلح بغاوت کے نتیجے میں جب سول انتظامیہ' پولیس اور ایف سی وغیرہ فیل ہو گئیں اور فوج کا بھی محتاط آپریشن نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوا' تو صوبہ سرحد میں اے این پی کی حکومت نے مولانا صوفی محمد کو جیل سے رہا کر کے ان سے مذاکرات کیے' جس کے نتیجے میں از سرِ نو نظامِ عدل کے قیام کا معاہدہ ہوا اور اس کے نتیجے میں فی الفور امن قائم ہو گیا اور پورے پاکستان میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی اور خاص طور پر پورے مالاکنڈ میں تو والہانہ خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور پوری زندگی معمول پر آ گئی۔ لیکن دوسری طرف امریکہ اور اس کے حواریوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی' اس لیے ان کے دلوں پر یہ خوف سوار ہے کہ بقول اقبالؔ "ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں!" اور ان کی ہم نوائی میں پاکستان کے سیکولر مزاج اور آزاد خیال دانشوروں اور ایک سیاسی جماعت یعنی ایم کیو ایم نے سوگ منایا۔

ندائے ملت: دیکھیں جی، اسلامی نظام عدل کے قیام کا معاہدہ ہو گیا اور خوشی کے شادیانے بھی بج گئے، پھر موجودہ صورتحال پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے؟

عاکف سعید: بات یہ ہے کہ ادھر ایک طرف حکومت سرحد اور مولانا صوفی محمد کے مابین مذاکرات ہوتے رہے تاکہ امن معاہدہ کی تفاصیل طے کی جائیں، تاہم اس سلسلے میں دو اختلافات سامنے آئے۔ ایک طالبان کا یہ موقف کہ ہم عسکریت کو تو فوری طور پر ختم کر دیتے ہیں، لیکن بار بار کے تجربے کے باعث ہم ہتھیار اُسی وقت رکھیں گے جب نظام عدل بالفعل قائم ہو جائے گا اور گزشتہ تجربات کی بنا پر ان کے اس موقف کو ہرگز غیر معقول قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور دوسری طرف مولانا صوفی محمد کا موقف بجا طور پر یہ تھا کہ عام قاضی کورٹس کے فیصلوں کے خلاف اپیل کے لئے دارالقضاء عالیہ اور دارالقضاء عظمٰی دونوں مالاکنڈ میں ہی ہوں گے اور ان میں علمائے کرام ہی جج ہوں گے، نہ کہ مغربی تعلیم یافتہ سکالر یا بیوروکریٹس، جبکہ صوبائی حکومت کے ذمہ دار لوگ اس مطالبے کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہے تھے۔ دوسری جانب معاہدہ امن کی توثیق میں صدر آصف زرداری نے تاخیر و تعویق میں دو ماہ گزار دیے، جس کے نتیجے میں طالبان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور وہ 12 اپریل کو سوات سے پیش قدمی کرتے ہوئے بونیر میں داخل ہو گئے۔ اِس پر صوبائی حکومت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس نے مرکزی حکومت کو دھمکی دے دی کہ اگر اس معاہدہ پر فوراً صدر صاحب کے دستخط نہ ہوئے تو ہم حکومت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک ہی دن میں پارلیمنٹ نے بھی معاہدہ کی توثیق کر دی اور صدر صاحب نے دستخط بھی کر دیئے۔ چنانچہ مولانا صوفی محمد کے کہنے پر طالبان کی اکثریت 23، 24 اپریل کو بونیر سے واپس چلی گئی، البتہ بہت تھوڑی تعداد میں طالبان بونیر میں مقیم رہے۔ جس کے فوراً بعد یعنی 26 اپریل کو بھرپور آرمی ایکشن لوئر دیر میں شروع کر دیا گیا، پھر 28 اپریل کو بونیر میں اقدام ہوا اور بالآخر 5 اور 6 مئی کو سوات میں پوری قوت کے ساتھ آرمی ایکشن کا آغاز ہو گیا۔

ندائے ملت: اِس معاہدہ کی ناکامی کی ذمہ داری کس پر عائد کی جاسکتی ہے؟

عاکف سعید: یہ بجا طور پر قابل غور مسئلہ ہے کہ معاہدہ امن کے خاتمہ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگرچہ اے این پی کی صوبائی حکومت، پیپلز پارٹی کی مرکزی حکومت اور میڈیا کی فوج ظفر موج نے زبردست پروپیگنڈا کے ذریعہ پورا ملبہ مولانا صوفی محمد اور طالبان پر ڈال دیا ہے۔ حالانکہ جن تفصیلات کا ذکر کیا گیا ہے اُن کی رو سے اصل ذمہ داری حکومت کی ہے کہ اس نے مولانا صوفی محمد کے معقول اور منطقی مطالبہ کو ماننے سے انکار کیا اور کچھ بیوروکریٹس کو مسند قضا پر فائز کر دیا، ورنہ مولانا صوفی محمد نے تحریک بڑے جلوس کے ساتھ پورے مالاکنڈ کا دورہ کرنے کے بعد منگورہ میں لاکھوں افراد کے جلسے سے خطاب کر کے امن قائم رکھنے کی اپیل کی تھی، اور صاف کہا تھا کہ نظام عدل کے قیام کے بعد مالاکنڈ میں حکومت کی رٹ سرکاری محکموں اور پولیس کے ذریعہ ہی نافذ کی جائے گی اور ہم ان کے معاون بنیں گے۔ یہاں تک کہ جوشیلے اور جنگجو مولوی فضل اللہ نے تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شرعی نظامِ عدل کے قیام کے بعد حکومت کی رٹ قائم کرنے کے لئے ہم حکومت کے بلاتنخواہ ملازم بن جائیں گے۔ اس مسئلہ میں صاف نظر آتا ہے کہ اصل معاملہ روئے ارضی کے "شیطان بزرگ"

مالاکنڈ ڈویژن کو باجوڑ اور ضلع کوہستان سمیت اسی طرح کا سپیشل اسٹیٹس دے کر جیسا کہ بھارت نے کشمیر کو دے رکھا ہے وہاں کے نظام عدل کو بقیہ پاکستان سے بالکل آزاد کر دیا جائے

امریکہ کی ناخوشی اور ناراضی کا تھا، جس کی غلامی کا پٹہ ویسے تو ہماری گردن میں بالکل آغاز سے ہی ہے، لیکن 9/11 کے بعد صدر جنرل (ر) پرویز مشرف تو اس کے سامنے باقاعدہ سجدہ ریز ہو گیا تھا اور اب صدر زرداری جو امریکہ ہی سے N.O.C اور N.R.O حاصل کر کے آئے تھے مشرف کی جانشینی کا حق تمام و کمال ادا کر رہے ہیں۔

فوجی آپریشن کے نتیجے میں ایک امکان یہ ہے کہ ایک بار پورے مالاکنڈ سے عسکریت پسندوں کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے، لیکن اِس صورت میں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد طالبانِ افغانستان کی مانند یہاں بھی گوریلا جدوجہد شروع ہو جائے گی

ندائے ملت: فوجی آپریشن جتنی عجلت میں شروع کیا گیا اُس پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، لیکن حکومت کا موقف یہ ہے کہ طالبان کے ہاتھوں ملکی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا؟

عاکف سعید: یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب 23 اور 24 اپریل کو طالبان نے بونیر تقریباً خالی کر دیا تھا تو ایک دم مذاکرات کا سلسلہ ختم کر کے فوری طور پر یعنی اس کے دو ہی دن بعد آرمی ایکشن میں اتنی عجلت سے کیوں کام لیا گیا۔ اس کے جواب میں ایک جانب "سپر پاور آف ارتھ" کے صدر اوباما کا بیان بہت معنی خیز ہے، جس میں اس نے ایک طرف پاکستان کی سول حکومت کو کمزوری کا طعنہ دے کر Provoke کیا اور دوسری طرف پاکستان کی فوجی قیادت کی تعریف کی کہ اب اس پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے کہ ہمارا یہ ساٹھ سالہ خیال کہ ہمارا اصل دشمن بھارت ہے بالکل غلط اور نرا وہم تھا، اور اب ہم نے (یعنی فوج نے) یہ جان لیا ہے کہ ہمارا اصل دشمن تو ہمارے ملک کے اندر ہے اور اس طرح پاکستان کی سول حکومت اور فوج کے مابین خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی تھی، جس سے سیاسی حکومت سراسیمہ اور بدحواس ہو گئی اور دوسری جانب صدر پاکستان چند دنوں بعد فرعونِ وقت کے دربار میں حاضری دینے جا رہے تھے تو اوباما کے اس تبصرے کے پیشِ نظر کیا منہ لے کر ان سے ملتے۔ انہیں ضرورت تھی کہ جس طرح اسلام آباد کی لال مسجد کے خونچکاں اقدام پر مشرف کو امریکہ، برطانیہ، نیٹو، یورپی یونین، روس اور چین سے شاباش ملی تھی اسی طرح اب مالاکنڈ میں آگ اور آہن کی بارش کر کے مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کی جائے تاکہ وہاں منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں۔

ندائے ملت: آپ کے خیال میں اب اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے کیا کیا جاسکتا ہے؟

عاکف سعید: سب سے پہلے مالاکنڈ میں فوجی آپریشن فوراً بند کیا جائے، شرعی نظام عدل کو معاہدے کی روح کے مطابق بتمام و کمال نافذ کیا جائے اور اس اعتبار سے مالاکنڈ ڈویژن کو باجوڑ اور ضلع کوہستان سمیت اسی طرح کا سپیشل اسٹیٹس دے کر جیسا کہ بھارت نے کشمیر کو دے رکھا ہے وہاں کے نظام عدل کو بقیہ پاکستان سے بالکل آزاد اور Autonomous کر دیا جائے۔ امریکہ اور اُس کے حواریوں سے نجات حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا جائے۔ اس کے برعکس اگر ہم نے آرمی ایکشن پورے زور و شور سے جاری رکھا اور کوئی پروا نہ کی کہ عسکریت پسندوں کے ساتھ عام شہریوں کا خون کس مقدار میں بہہ رہا ہے تو اس صورت میں جو نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک بار پورے مالاکنڈ سے عسکریت پسندوں کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے، لیکن اس صورت میں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد طالبانِ افغانستان کی مانند یہاں بھی گوریلا جدوجہد شروع ہو جائے گی اور اس سے نمٹنے کے لئے ہمیں فوج کی بڑی تعداد طویل عرصہ تک وہاں رکھنی ہوگی اور اس طرح ہماری وہ حالت ہو جائے گی۔ جو امریکہ کی عراق اور اس سے بڑھ کر افغانستان میں ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں اخراجات کے لئے ہمیں امریکہ کے در کا مستقل سوالی بنے رہنا پڑے گا اور اس کی ڈکٹیشن قبول کرنی پڑے گی۔ اور اگر ہماری فوج امریکہ کے لئے اطمینان بخش حد تک کامیاب نہ ہو سکی جس کے امکان کو ہرگز رد نہیں کیا جاسکتا، (یہ بات پورے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ پاکستانی فوج کے جوانوں اور افسروں کی معتدبہ تعداد بھی اس جنگ میں بوجھل اور زخمی ضمیر کے ساتھ محض اعلیٰ قیادت کی فرمانبرداری میں مصروفِ پیکار ہے) تو لازماً مشرق سے بھارت اور مغرب سے نیٹو کی افواج پاکستان میں داخل ہوں گی اور کم از کم اس کے ایٹمی دانت تو توڑ ہی دیں گی، ورنہ ہمارے ایٹمی اثاثوں کو قبضہ میں لے لیں گی۔ اس صورت میں پاکستان کا عملی نہیں تو معنوی خاتمہ ہو جائے گا، اس لئے فوری طور پر آرمی ایکشن بند کر کے اسلامی نظام عدل کو بتمام و کمال نافذ کرنا ہی پاکستان کی بقا، سلامتی اور استحکام کے لئے ضروری ہے۔

✿✿✿✿✿

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

مرکز تنظیم اسلامی، 67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور

میں 7 رجون بروز اتوار نماز عصر تا 13 رجون 2009ء بروز ہفتہ نماز ظہر تک

ملتزم تربیت گاہ

منعقد ہو رہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: **مرکزی شعبہ تربیت** برائے رابطہ: 042-6316638-6366638

0333-4311226

تحریک نفاذ شریعت محمدی کے امیر

مولانا صوفی محمد کے نام

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا خط

مالاکنڈ ڈویژن کے لئے نظام عدل ریگولیشن کی منظوری کے کچھ دن بعد تنظیم اسلامی کا ایک وفد امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کی قیادت میں تحریک نفاذ شریعت محمدی کے امیر مولانا صوفی محمد سے ملاقات کے لئے گیا۔ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اس وفد کے ذریعے مولانا صوفی محمد کے نام ایک مکتوب ارسال کیا، جس میں نفاذ شریعت کے خصوصی حوالے سے مغربی اور پاکستانی جمہوریت اور مالاکنڈ میں قاضی عدالتوں اور دارالقضاء کے قیام کے ضمن میں مولانا موصوف کے موقف پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خط اگرچہ فوجی آپریشن سے پہلے کا ہے، تاہم اس کے مندرجات فوجی آپریشن اور موجودہ صورتحال سے قطع نظر چند اصولی باتوں کی وضاحت پر مبنی ہیں۔ بنابریں خط کی خصوصی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اسے یہاں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

محترم ومکرم جناب مولانا صوفی محمد صاحب ادام اللہ برکاتکم وحفظکم من جمیع الاعداء المخالفین!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل وکرم سے امید واثق ہے کہ آپ مع جمیع اہل و عیال اور احباب ورفقاء دینی ودنیاوی اور جسمانی وروحانی جملہ اعتبارات سے بخیر و عافیت ہوں گے!

آپ کے تقویٰ اور تدین اور خلوص واخلاص اور خاص طور پر کمالِ درویشی کا تو میں ان ہی ایام سے قائل ہوں جب میں دوبار (96-1995ء کے دوران) طویل پہاڑی سفر کر کے چند رفقاء کی معیت میں آپ کی جائے رہائش ''میدان'' میں حاضر ہوا تھا۔ تاہم حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے سوات کے طالبان اور حکومت سرحد کے مابین جو معاہدہ آپ کی وساطت سے کرایا اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے اعزاز واکرام میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ اور مالاکنڈ میں امن وامان کے قیام کا جو ذریعہ اللہ نے آپ کو بنایا ہے اس سے آپ کی نیک نامی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ گویا کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی شانِ مبارکہ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کا ایک ہلکا سا عکس موجود ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ! البتہ اس معاملے میں مخلص اور سچے طالبان نے اپنے خون کا جو نذرانہ پیش کیا ہے اس کو بھی بہت عمل دخل حاصل ہے ﴿فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ان شاء اللہ!!

اس وقت میں ایک خاص درخواست کے ساتھ حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپ کے بعض حالیہ بیانات سے اندیشہ ہو رہا ہے کہ کہیں جس عظیم خیر وبرکت کے ظہور کا امکان پیدا ہوا ہے اس میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہو جائے!

آپ کی یہ رائے صدفی صد درست ہے کہ موجودہ دور کی جمہوریت عصر حاضر کا سب سے بڑا شرک اور کفر ہے۔ اس لیے کہ اس کی بنیاد عوامی حاکمیت پر ہے جبکہ حاکمیت کا حق بمصداق ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ اور ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا﴾ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے ——لیکن چونکہ سلطنت خداداد پاکستان کے دستور میں اس ''قرار دادِ مقاصد'' کے ذریعے' جو پہلے تو دستور کا صرف دیباچہ تھی لیکن اب باقاعدہ دفعہ 2 کے طور پر شامل ہے' یہ طے کر دیا گیا ہے کہ یہاں حاکمیت عوام کو نہیں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے ——اور مزید تشریح بھی کر دی گئی ہے کہ یہاں عوام کو جو بھی اختیارات حاصل ہیں وہ اللہ کی جانب سے مقدس امانت ہیں اور وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے دائرے کے اندر اندر ہی استعمال ہوں گے ——اور اس کے ساتھ ساتھ دفعہ 227 میں یہ بھی طے کر دیا گیا ہے کہ یہاں کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے منافی نہیں کی جاسکے گی ——البتہ اس دائرے کے اندر اندر حکومت کے معاملات عوام کے نمائندوں کے مشورے سے چلائے جائیں گے ——گویا یہ ایک ''محدود جمہوریت'' ہوگی ——اور یہ فرمانِ الٰہی ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ کے بالکل مطابق ہے ——البتہ یہ واقعہ ہے کہ دستور کی ان دفعات پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور عملاً معاملات تقریباً سیکولر بنیادوں پر ہی چل رہے ہیں ——میرے نزدیک یہ صورت بالکل اس کے مشابہ ہے جیسے آج کل کے مسلمانوں کی اکثریت ایمان اور شریعت اسلامی کا اقرار تو کرتی ہے لیکن عمل نہیں کرتی اور مختلف اقسام کے فسق وفجور میں مبتلا ہے ——اس کے باوجود ہم انہیں مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے از روئے شریعت اسلامی جملہ حقوق انہیں ادا کرتے ہیں تو یہی معاملہ سلطنت پاکستان کا ہے۔ یہ اصولی اور دستوری طور پر تو ''اسلامی'' ہے لیکن عملاً فاسق وفاجر ہے! ——تاہم اسے کافر قرار نہیں دیا جاسکتا ——بنا بریں حکمتِ اصولی اور حکمتِ عملی دونوں کا تقاضا اس وقت یہ ہے کہ ریاست پاکستان اور اس کے جملہ اساسی اداروں کی حیثیت سے بحث وتمحیص میں الجھے بغیر' جس خیر کے آغاز کی صورت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور آپ حضرات کی مساعی سے مالاکنڈ میں پیدا کر دی ہے' فی الحال اپنی پوری توجہ صرف اسی کو منطقی تکمیل کے مقام تک پہنچانے پر مرکوز رکھی جائے ——اس لیے کہ اگر اللہ کے فضل وکرم سے مالاکنڈ میں' سلطنت پاکستان کے اندر پورے امن وآشتی کے ساتھ رہتے ہوئے' پاکستان میں شامل قبائلی علاقوں کے مانند یا بھارت کے دستور میں کشمیر کے مانند ایک سپیشل حیثیت کے ساتھ اسلامی نظام عدل اور شریعت اسلامی کا نفاذ ہو جائے تو اس کی برکات ان شاء اللہ سورج کی کرنوں کی طرح پہلے صوبہ سرحد پھر پورے پاکستان اور بالآخر ان شاء اللہ پورے کرۂ ارض تک پہنچیں گی اور بقول شاعر ''یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے!'' ——

نظام عدل کے ضمن میں آپ کو یہ مطالبہ کرنے کا پورا حق حاصل ہے کہ مالاکنڈ

کی ماتحت قاضی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل کے لیے بھی واحد یا اوپر تلے دو دارالقضا بھی مالاکنڈ ہی میں قائم کیے جائیں اور ان میں بھی جج حضرات علماء ہی ہوں ـــــ تاکہ اپیلوں کا فیصلہ شریعت ہی کی روشنی میں کیے جانے کی ضمانت حاصل ہو جائے۔

اسی طرح ایک گزارش یہ بھی ہے کہ عوام کے احساسات اور جذبات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے بزرگانِ دین کے مزارات سے تعرض نہ کیا جائے ـــــ آپ کے علم میں ہے کہ صرف عوامی جذبات و احساسات کے پیش نظر آنحضور ﷺ نے اپنی خواہش کے باوجود خانہ کعبہ کی تعمیر نو حطیم کو اس کے اندر لیتے ہوئے کرنے سے احتراز کیا تھا۔ ہاں جب وہاں نظامِ شریعت پوری طرح نافذ ہو جائے گا تو ان مزارات پر پہرہ لگایا جا سکتا ہے کہ بھنگ اور چرس پینے والے انہیں اپنا اڈہ نہ بنا لیں ـــــ اور وہاں وہ خلافِ شرع حرکات نہ ہوں جن کی اجازت بریلوی مکتبِ فکر کے جید علماء بھی نہیں دیتے" ورنہ اِس وقت "شیطانِ بزرگ" یعنی امریکہ اس مشورے پر پوری شدت سے عمل کر رہا ہے جو کئی سال قبل ایک امریکی مصنف اور مشیر ہنٹنگٹن نے دیا تھا یعنی یہ کہ مسلمانوں کے فرقوں کو آپس میں لڑاؤ۔ چنانچہ ہمارے ہاں شیعہ سنی ٹکراؤ بھی ان ہی کی سازش سے ہوتا رہا ہے ـــــ اور اب خطرہ ہے کہ دیوبندی اور بریلوی حلقوں کو لڑوا کر پاکستان میں شریعت اسلامی کے نفاذ کی مہم کو کم از کم وقتی طور پر ناکامی سے دوچار کر دیں! ـــــ

یہ چند گزارشات خالصتاً فرمانِ نبوی ﷺ "الدّین النصیحة" کی تعمیل میں پیش کی گئی ہیں۔ اس لیے کہ اس حدیث میں نصیحت کے حقداروں کی فہرست میں عام مسلمانوں پر ان کے اماموں کو مقدم رکھا گیا ہے اور آپ کو اس وقت بحمداللہ ایک خاص علاقے میں "امام" کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

ویسے اس علاقے یعنی مالاکنڈ کے بارے میں مشہور مصری مورخ اور ادیب شکیب ارسلان کا ایک قول مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ "اگر باقی پوری دنیا میں اسلام کی نبضیں ڈوب جائیں تب بھی اس علاقے میں اس کی نبض چلتی رہے گی!" ـــــ اور یہ حوالہ میں نے اب سے بہت قبل بٹ خیلا میں منعقد ایک جلسہ عام میں اپنی تقریر کے دوران دیا تھا اور وہ پورا اقتباس پڑھ کر سنایا تھا جس کی ایک نقل آپ کو ارسال کر رہا ہوں ـــــ لہٰذا ہماری بہت سی اُمیدیں اس علاقے سے وابستہ ہیں ـــــ البتہ جوش کے ساتھ ہوش، اور جذبہ کے ساتھ حکمت کو برقرار رکھنا ضروری ہے ـــــ اور اپنے آخری اہداف کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ کے فرمانِ مبارک "استعینوا علی الحوائج بالکتمان" پر عمل لازمی ہے۔

میں جب سفر کے قابل تھا تو دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ـــــ اب بڑھاپے کے باعث (اور آپ جانتے ہیں کہ میدانی علاقوں کے لوگ جلد بوڑھے ہو جاتے ہیں!) اور متعدد عوارض کے باعث، بالخصوص ریڑھ کی ہڈی کے اپریشن کے بعد سے بذریعہ سڑک طویل سفر اور وہ بھی دیر کے دُور دراز پہاڑی علاقوں کا بالفعل "ناممکن" ہو گیا ہے ـــــ البتہ اگر آپ کبھی بٹ خیلہ تشریف لا رہے ہوں اور مجھے بروقت اطلاع مل جائے تو وہاں تک حاضری کی تو پوری کوشش کروں گا۔ فقط

والسلام علیکم وعلی من لدیکم

خاکسار: دعا کا طالب　　اسرار احمد عفی عنہ

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیرِ اہتمام خواتین کے لئے درسِ قرآن

19 اپریل 2009ء کو تنظیم اسلامی حلقہ پوٹھوہار گوجر خان کے زیرِ اہتمام خواتین کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز ساڑھے گیارہ بجے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کا فریضہ بیگم حافظ ندیم نے ادا کیا۔ تلاوت قرآن بنتِ امجد محمود نے کی۔ اس کے بعد بنتِ محمد فاروق نے نعت پیش کی۔ بعدازاں بنتِ ڈاکٹر اسرار احمد نے سورۃ آلِ عمران آیات 102 تا 110 پر گفتگو کا آغاز کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہم سے صرف ایک مطالبہ ہے اور وہ ہے "اللہ کی بندگی" اور یہ تب ہی ہو سکتی ہے جب دل میں اللہ کا تقویٰ ہو۔ تقویٰ ایمان حقیقی کا مظہر ہے۔ ایمان حقیقی کا تعلق دل سے ہے۔ دل کا معاملہ یہ ہے کہ وہ مال و دولت اور علائق دنیوی کی بنا پر زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایمان کو تازہ رکھنے کے لئے اِس زنگ کو ہٹانا ضروری ہے۔ اِس مقصد کے لئے نبی اکرم ﷺ نے دو چیزیں بتائی ہیں: تلاوتِ قرآن اور موت کی یاد۔ اس کے بعد انہوں نے خواتین کے پردے اور مسلمان عورت کے لیے حیا کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔

اس کے بعد بیگم ڈاکٹر اسرار احمد نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 35 کے حوالے مسلمان عورت کی صفات بیان کیں اور بتایا کہ نیک اعمال اور اجر کے حوالے سے مسلمان مرد و عورت برابر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھروں میں کیبل بے حیائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ضروری ہے کہ اپنے گھروں سے اس لعنت کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ انہوں نے اولاد کی تربیت کے حوالے سے عورت کے کردار کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔　　(رپورٹ: بیگم نعیم اکرم)

مالاکنڈ میں فوجی آپریشن کے خلاف
تنظیم اسلامی فیصل آباد کا احتجاجی مظاہرہ

"ملک میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کیا جائے اور اپنے ہی لوگوں پر فوجی حملے بند کیے جائیں" کے حوالے سے مرکز کی ہدایت پر ہنگامی بنیادوں پر فیصل آباد میں احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا گیا۔ مرکز سے موصولہ جملوں کی عبارتوں پر مشتمل دس بڑے بینرز لکھوائے گئے تھے۔ شیڈول کے مطابق رفقاء شام 5 بجے مرکز حلقہ میں جمع ہو گئے۔ نماز عصر کے بعد ملک احسان الٰہی نے رفقاء کو ریلی کے لئے ترتیب دیا۔ جبکہ امیر حلقہ محمد رشید عمر، نائب امیر حلقہ پروفیسر خان محمد اور صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع پریس کلب چلے گئے۔ تقریباً پونے چھ بجے پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ پریس کانفرنس جاری تھی کہ رفقاء تنظیم بھی بینرز کے ساتھ پریس کلب پہنچ گئے۔ پریس کانفرنس میں امیر حلقہ نے اپنے بیان میں حکومت کی غلط پالیسیوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ وہ سوات آپریشن فی الفور بند کر دے، اور لاکھوں کی تعداد میں دربدر ہونے والے بے گناہ لوگوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی اور یورپی دباؤ پر فوج کو اپنے ہی عوام کے خلاف جس کارروائی پر لگا دیا گیا ہے، وہ ملک توڑنے کی عالمی سازش کا حصہ بن سکتا ہے۔ حکومتِ وقت ہوش کے ناخن لے اور ایسی پالیسیاں اپنائے جس سے ملکی وحدت اور سالمیت کا تحفظ کیا جا سکے۔ یہ وقت کی شدید ضرورت ہے۔ بعدازاں صحافیوں نے سوالات کئے۔ امیر حلقہ اور صدر انجمن خدام القرآن نے صحافی برادری کے سوالات کے جواب میں اسلام کے نظام عدل، اسلامی انقلاب کے طریق کار اور شریعت کے نفاذ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ آپریشن ختم کر کے نہ صرف سوات میں شریعت کا نفاذ کیا جائے، بلکہ پورے ملک کو اسلامی نظام کا گہوارا بنایا جائے۔ بعد میں ریلی کے شرکاء نے گھنٹہ گھر تک مارچ کیا۔　　(رپورٹ: رشید عمر)

روداد قفس

مالاکنڈ میں فوجی آپریشن کے خلاف پشاور میں مظاہرہ کرنے پر امیر حلقہ سرحد جنوبی اور رفقاء تنظیم اسلامی کی گرفتاری اور جیل میں گزرے چند دنوں کا احوال

مرتب: خورشید انجم

گزشتہ دنوں ملاکنڈ بالخصوص سوات میں فوجی آپریشن کے حوالے سے تنظیمی سطح پر ملک گیر احتجاجی مظاہروں اور ریلیوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی سلسلہ میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے وزیر اعظم پاکستان کو ایک کھلا خط لکھ کر حالات کی سنگینی کی طرف توجہ دلائی۔

اس سلسلے میں ملک کے دوسرے علاقوں کی طرح پشاور میں بھی احتجاجی مظاہرہ کا پروگرام بنایا گیا۔ اس مظاہرے اوراک کے لئے قصہ خوانی بازار سے پریس کلب تک کا تعین کیا گیا۔

امیر حلقہ سرحد جنوبی میجر (ر) فتح محمد نے فوری طور پر مشورہ کر کے جمعہ کا دن مظاہرے کے لئے طے کیا اور اس کے ساتھ ہی امیر محترم کے وزیر اعظم کے نام لکھے خط کو برائے تقسیم چھپوایا۔ طے کیا گیا کہ نماز جمعہ کے اجتماعات میں اس خط کو تقسیم کیا جائے، جبکہ بقیہ مظاہرے کے دوران تقسیم کر دیا جائے گا۔ چنانچہ مقررہ ترتیب کے مطابق 15 مئی کو نماز جمعہ کے اجتماعات میں شہر کی مختلف مساجد میں یہ کھلا خط تقسیم کیا گیا۔ اس دوران دفتر تنظیم اسلامی پشاور کے معاون حافظ محمد رئیس کو جو اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ درویش مسجد پشاور صدر میں پمفلٹ تقسیم کر رہے تھے، پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔ انہوں نے فوری طور پر اطلاع کر دی جس کے نتیجے میں امیر حلقہ نے حاجی محمد حلیم جان (صدر انجمن تاجران صوبہ سرحد) کے تعاون سے ان کو رہا کروالیا۔

اس اثنا میں امیر حلقہ کو ایس پی کا فون موصول ہوا، جس میں انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ کی طرف سے انہیں آرڈر ہے کہ آپریشن کے حوالے سے کوئی سرگرمی نہیں ہونی چاہیے۔ امیر حلقہ نے انہیں تحریری آرڈر دکھانے کو کہا، لیکن انہوں نے کہا کہ تحریری طور پر کچھ نہیں۔ امیر حلقہ نے امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب سے رابطہ کیا۔ انہوں نے اس غیر قانونی آرڈر کی پروا کیے بغیر ریلی نکالنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ناظم اعلیٰ سے مشورہ کیا گیا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ ہم اپنے طریقے اور ترتیب کے مطابق پیپل والی مسجد قصہ خوانی بازار سے ریلی کا آغاز کریں گے اور جہاں روک دیا گیا وہاں مذاکرات کے بعد رک جائیں گے۔

نماز عصر کی ادائیگی کے بعد امیر حلقہ نے مختصر گفتگو کی اور پھر نکلنے کا حکم ہوا۔ رفقاء مسجد سے باہر تنظیم کی گاڑی کے پاس پہنچے اور جونہی ٹی بورڈز نکالنے لگے پولیس نے ایکشن لیا اور انہیں گرفتار کرنے لگی۔ کچھ رفقاء دائیں بائیں تتر بتر ہو گئے اور کچھ مسجد میں محصور ہو کر رہ گئے۔ کل

> جیل کے اندر جا کر انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقوق انسانی کے قبیل کے نعرے صرف ڈھونگ ہیں ورنہ در حقیقت جیل کے دنوں پر دور جاہلیت یا ریڈ انڈین کی غلامی کے دور کا گمان ہوتا ہے

17 رفقاء اور تین احباب کو گرفتار کر لیا گیا جس میں زیادہ تر سینئر اور ذمہ دار رفقاء شامل تھے۔ امیر حلقہ میجر (ر) فتح محمد، امیر تنظیم اسلامی پشاور خورشید انجم، امیر تنظیم اسلامی نوشہرہ قاضی فضل حکیم کے علاوہ تنظیم اسلامی پشاور کے نظام اللہ، وارث خان، غلام مقصود، محمد بلال، محمد عمران، کامران تبسم، محمد یاسر حلیم، محمد حارث نعمان، تنظیم اسلامی پشاور غربی سے فیاض احمد اور محمد سلیم سعید، تنظیم اسلامی نوشہرہ سے نصر اللہ، جان نثار اختر، محمد سعید قریشی، منفرد رفیق عبدالرحمٰن، جبکہ تین احباب غلام فرید، محمد یوسف اور ظاہر گل بھی شامل تھے۔ تھانے میں پہنچ کر تمام رفقاء سے موبائل وغیرہ لے لئے گئے اور انہیں حوالات میں بند کر دیا گیا۔ اس دوران کچھ رفقاء جو تھوڑی تاخیر سے پہنچے اور انہوں نے اس سارے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، وہ اکٹھے ہوئے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر غور کرنے کے لئے فوری طور پر سب کو طلب کر لیا گیا۔ اس دوران امیر حلقہ (اس وقت موبائل فون اُن کے پاس تھا) اور برادرم جمشید عبداللہ نے فوری طور پر ناظم اعلیٰ کو اطلاع دے دی اور صورتحال سے آگاہ کیا، جس پر انہوں نے فوری طور پر رفقاء کو آئندہ لائحہ عمل کے حوالے سے ہدایات دیں اور طارق خورشید کو امیر مقرر کر دیا گیا۔ اس دوران پولیس مسجد میں محصور دوسرے رفقاء کو بھی گرفتار کر کے لاتی رہی۔

بعد نماز مغرب نقیب اُسرہ صدر محمد یاسر حلیم کے والد محترم صدر انجمن تاجران صوبہ سرحد حاجی حلیم جان تشریف لائے۔ بعد ازاں انہوں نے صدر انجمن خدام القرآن سرحد ڈاکٹر محمد اقبال صافی اور دیگر رفقاء کو مسجد سے نکلوایا اور پولیس انتظامیہ سے گفت و شنید کرتے رہے، جس کے نتیجے میں دو رفقاء (محمد یاسر حلیم اور محمد حارث نعمان) کو بالآخر رہا کروالیا، جو اگرچہ جانے پر آمادہ نہیں تھے لیکن دوسرے تمام رفقاء کے اصرار اور باہر نکل کر کام کرنے کی ضرورت کی دلیل پر آمادہ ہو گئے۔ حاجی صاحب اور ان کے برخورداران نے کھانے کا بندوبست کیا۔ اس دوران بقیہ پندرہ رفقاء اور تین احباب پر 341-147-144PPC/16MPO کی دفعات کے تحت ایف آئی آر کاٹی گئی، جبکہ باہر رفقاء رات 2 بجے تک صلاح مشورہ کرتے رہے، جس کے نتیجے میں وکیل کا تعین اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔ رات پولیس اور سپیشل برانچ کے عملے نے نام و پتہ جات حاصل کیے۔

اگلی صبح 16 مئی کو تھانہ کے انوسٹی گیشن کے عملے نے تفصیلی انٹرویوز لیے۔ بعد ازاں 16 رفقاء اور 2 احباب کو ہتھکڑیاں لگا کر جوڈیشل کمپلیکس لے جایا گیا۔ وہاں پر تمام رفقاء موجود تھے اور دوڑ دھوپ کر رہے تھے جن میں نمایاں صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر محمد اقبال صافی، سیکرٹری انجمن خدام القرآن محمد فاروق ثاقب، ناظم تنظیم اسلامی پشاور مجاہد نسیم، یاسر حلیم، محمد شفیع، امجد پرویز اور نعیم اللہ تھے۔ بعد ازاں سول جج کے سامنے پیش کیے گئے جس نے پیشی کے بعد جیل لے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

جیل پہنچنے پر ایسا محسوس ہوا جیسے ہم ایک دوسری دنیا میں پہنچ گئے ہیں، جس کا اس دنیا سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ تین دن کے مشاہدے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیل کی غلامی زمانہ جاہلیت یا ریڈ انڈین کی غلامی کی یاد تازہ

کرتی ہے، جن کے کوئی حقوق نہیں اور وہاں پر ہر شخص کے ساتھ 302 کے مجرم کی حیثیت سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اس وقت آزادی کی قدر و قیمت کا احساس ہوا جو ہمیں باہر نصیب ہے۔ واقعی آزاد فضا میں سانس لینے کا اپنا ہی ایک مزہ ہے۔

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

جیل میں داخلے اور اندراج کے بعد ڈی ایس پی جیل خانہ جات نے جب ہمیں دیکھا تو حیران ہوا اور وجہ دریافت کی، جس پر امیر حلقہ نے تفصیل سے بیان کیا۔ بہر حال اس نے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ بعد ازاں مختلف مقامات پر اندراج ہوا اور اس کے بعد تمام رفقاء کو مختلف بیرکوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تین بزرگ ساتھیوں کو ایک بیرک میں جبکہ بقیہ تمام ساتھیوں کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کر دیا گیا اور "جرم" کی سنگینی کے بنا پر ہمیں بتا دیا گیا کہ "آپ کی ملاقات اور فون پر پابندی ہے"۔ جس احاطہ میں راقم الحروف کو بھیجا گیا، اس میں ٹوٹل 5 رفقاء مختلف بیرکوں میں تھے۔ ہم نے قیدیوں سے جو جیل انتظامیہ کا حصہ تھے، جیل کے معمولات کے بارے معلومات حاصل کیں۔ اس کے ساتھ ہی نماز ظہر کا وقت ہو گیا تو ہم نے نماز ظہر ادا کی۔ بعد ازاں کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حال احوال پوچھنے کے بعد ہماری شکل اور حلیے کو دیکھتے ہوئے بڑی حیرت سے سوال کیا کہ آپ لوگ یہاں کیسے؟ جب ان کو اپنا جرم بتایا تو حسب توقع حکومت کو کوسنے لگے، لیکن ایک چیز جس نے ہمارا حوصلہ بڑھایا وہ ان کا ردعمل تھا۔ وہ ہمیں کہنے لگے کہ آپ لوگ تو مبارکباد کے مستحق ہیں کہ دین کی خاطر اور دین کے لئے یہاں آئے ہیں، ورنہ یہاں تو ہر شخص کسی نہ کسی اخلاقی جرم کی وجہ سے آتا ہے اور ساتھ ہی یہ قاعدہ کلیہ بھی بیان کیا کہ اگر دین کا کام کرو گے تو یہ تکالیف اور سختیاں تو لازماً آئیں گی۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ابتدائی مرحلہ انتہائی کارگر ثابت ہوا اور ہمارے جذبات کو مہمیز لگی۔

چونکہ جیل مینول کے مطابق وہ لوگ کھانا کھا چکے تھے اس لئے انہوں نے فوری طور پر چائے، روٹی اور بسکٹ وغیرہ کا بندوبست کیا۔ چائے کے وقفہ کے دوران انہوں نے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کیں اور جب ہم نے تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا تو ایک شخص نے کہا کہ یہ تو میری پارٹی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ رفیق تنظیم ہے اور محترم ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے اپنی اسیری میں جن لوگوں کو دعوت کے نتیجے میں رفیق بنایا تھا، شاید یہ اُن میں سے آخری ساتھی ہیں جن کی رہائی بھی عنقریب ہونے والی ہے۔

تنظیم اسلامی کی تاریخ کا یہ دوسرا اجتماعی واقعہ ہے، جس کے لئے قربانی یا ابتلا کا لفظ تو میں سمجھتا ہوں بہت بڑا لفظ ہے، البتہ یہ ایک شبہ ابتلا تھا

عصر کی نماز سے چند منٹ قبل ایک شخص میرا نام پکار رہا تھا۔ میجر صاحب، غلام مقصود اور راقم ڈی ایس پی کے کمرے میں پہنچے تو امیر محترم، ناظم اعلیٰ، برادرم طارق خورشید اور برادرم مراد علی ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ امیر محترم اور ناظم اعلیٰ نے ہماری ڈھارس بندھائی اور حوصلہ دیا کہ باہر ٹیم بھرپور انداز میں کام کر رہی ہے۔ نیز بانی محترم اتوار 17 مئی کے سیمینار کے سلسلہ میں تشریف لا چکے ہیں اور انہوں نے پریس کانفرنس بھی کی ہے اور سوات آپریشن بند کرنے کا مطالبہ اور کل کے واقعہ کی پرزور مذمت کی ہے۔ ملاقات کے بعد ہم اپنی مخصوص بیرکوں میں چلے گئے۔ رفقاء کے ساتھ قیدیوں کا رویہ مثالی تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مخصوص بستر رفقاء کے لئے خالی کر دیئے۔ مختلف طریقوں سے رفقاء کے آرام کا ہر لحاظ سے خیال رکھا۔ کھانا اگرچہ ہمیں باہر سے رفقاء بھجواتے لیکن چائے، ناشتہ وغیرہ میں یہ لوگ ہمارا بڑا خیال رکھتے۔ یہاں تک کہ تین بزرگ ساتھیوں کو تو صابن، ڈیٹول اور کولڈ ڈرنک تک فراہم کیے، تاکہ ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

تیسرے دن اتوار تھا اور جیل میں بھی چھٹی تھی۔ اکثر رفقاء مساجد میں چلے گئے اور نوافل و تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ اس دن ہمارا مختصر انٹرویو ہوا جسے ملاحظہ کیا جاتا ہے۔

بروز سوموار رفقاء کسی خوشخبری کے منتظر تھے، لیکن تقریباً ساڑھے بارہ بجے (نئے وقت کے مطابق) وکالت نامہ پر انگوٹھا لگوانے والے آئے تو رفقاء نے سوچ لیا کہ آج کی رات بھی اندر ہی ہے اور ویسے بھی بعض قیدی حضرات کہہ رہے تھے کہ ضمانت ہونے میں کافی دن لگ جاتے ہیں لیکن آفرین ہے ان باہمت رفقاء پر جو بظاہر تو باہر تھے لیکن ٹینشن اور دباؤ ان پر ہم سے کہیں زیادہ تھا۔ ایک تو کام کو جلد از جلد نمٹانے کا مسئلہ اور دوسرا یہ احساس کہ وہ لوگ اندر ہیں۔ ویسے تو تمام ساتھی دامے درمے سخنے مصروف تھے لیکن بالخصوص ڈاکٹر اقبال صافی، فاروق ثاقب، طارق خورشید، مجاہد نسیم، امجد پرویز، محمد شفیع، یاسر حلیم، نسیم اللہ ایڈووکیٹ نے تو دن رات ایک کر دیا تھا۔ تقریباً 4 بجے ضمانت منظور ہو گئی اور ہم 5:30 بجے جیل کی حدود سے باہر آئے۔ واقعہ یہ ہے کہ باہر والوں کی قربانی اندر والوں سے بھی زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی اور اخلاص کو قبول فرمائے۔ آمین

تنظیم اسلامی کی تاریخ کا یہ دوسرا اجتماعی واقعہ ہے، جس کے لئے قربانی یا ابتلاء کا لفظ تو میں سمجھتا ہوں بہت بڑا لفظ ہے البتہ یہ ایک شبہ ابتلاء یا قربانی تھا۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ یہ نشانات راہ ہیں جن سے مفر نہیں، کیونکہ "جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں؟" کے مصداق اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں۔ اور یہ وہ سنت ہے جس کا آغاز شعب بنی ہاشم سے ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ، تابعین، فقہاء، محدثین اور دوسرے اکابرین نے اپنے اپنے دور میں اس سنت کو زندہ کیا۔

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں موج دریا کا حریف
ورنہ میں بھی جانتا ہوں عافیت ساحل میں ہے

جیل کے اندر جا کر انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقوق انسانی کے قبیل کے نعرے صرف ڈھونگ ہیں ورنہ درحقیقت جیل کے دروں پر دورِ جاہلیت یا ریڈ انڈین کی غلامی کے دور کا گمان ہوتا ہے، جہاں جیل کا عملہ خدائی اختیارات کا حامل ہوتا ہے۔ پشاور سنٹرل جیل میں 1300 قیدیوں کی گنجائش ہے جبکہ قیدیوں کی تعداد 2600 ہے یعنی دگنی۔ اس کے نتیجے میں باقی بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کا مظاہروں کے حوالے سے ایک ریکارڈ ہے جس کی شہادت ہر دفعہ مظاہرے میں ساتھ چلنے والے پولیس افسران بھی دیتے ہیں، اس کے باوجود یہ واقعہ کیوں ہوا؟ اس پر بھی سوچنے کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں حلقہ جاتی سطح پر ایک ایسی ٹیم ہونی چاہیے جو پہلے سے نامزد ہو اور ایسا واقعہ پیش آنے پر فوری طور پر معاملات اپنے ہاتھ میں لے لے، تاکہ ایک ترتیب کے ساتھ سارے معاملات چلیں۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا تقریباً ایک مفہوم کا حامل قول ہے کہ "سوتوں میں جو دل چھپے ہیں وہ عباؤں میں نہیں" اس لئے ایسے لوگ جن پر ہم توجہ نہیں دیتے، اپنا سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے، تاہم ان کے دل میں بھی اللہ اور رسولؐ کی محبت ہوتی ہے۔ شروع میں ذرا وسعت قلب، محبت، اغماض کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک اچھا اور روشن پہلو تھا جس کا ہم نے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ نماز عصر سے گھنٹہ پہلے تبلیغی جماعت

کی تعلیم ہوتی اور اس میں اچھے خاصے لوگ شریک ہوتے۔ علاوہ ازیں حکومت کی جانب سے بھی کچھ مراعات اور معافیاں دی گئیں ہیں جن کے اچھے نتائج نکلتے ہیں مثلاً ناظرہ کلاس میں جو آٹھ ماہ کی کلاس اور امتحان پر مشتمل ہوتی ہے، اس پر ایک سال کی معافی، حفظ پر تین سال کی معافی، درس نظامی پر بھی غالباً تین سال کی معافی، چنانچہ حفظ کی کلاس بھی چل رہی ہے اور ناظرہ کی بھی اور نماز، ترجمہ اور کلموں کی کلاس بھی۔ اور ان کلاسوں میں قیدیوں کی اچھی خاصی تعداد شریک ہوتی ہے۔ اسی طرح روزانہ بعد نماز ظہر ترجمہ ہوتا ہے، جس میں مولانا صاحب ایک رکوع کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خود مولانا صاحب نے تمام علوم دینیہ کی تحصیل جیل ہی میں کی اور اب آگے پھیلا رہے ہیں۔ ان مختلف کلاسز کی وجہ سے وہ لوگ جو قتل، ڈاکہ، چوری اور دوسرے مختلف مقدمات میں آتے ہیں، ان کی اصلاح ہو رہی ہے۔ یہ یقیناً ایک خوش آئند اور روشن پہلو ہے۔

ایمان کا حاصل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر مطمئن ہو جائے، اور راہ حق پر ڈٹ جائے، (بحوالہ سورۃ حم السجدہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہو میں ایمان لایا اللہ پر پھر اس پر جم جاؤ'' اور فرمایا: ''میری امت میں ایسے مردان کار موجود ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان زمین میں نصب پہاڑوں سے زیادہ اٹل ہیں''۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ایسا ایمان عطا فرمائے اور اگر محسوس ہو کہ اس میں کمی ہے تو یہ قرآن کے ساتھ ہمارے تعلق میں کمی کی نشاندہی کرتا ہے کیونکہ منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم ہے۔ اسی طرح ہمیں اجتماع اُسرہ پر بھی توجہ دینی چاہیے کہ آیا اُس کا انعقاد مطلوبہ معیار پر ہو رہا ہے یا نہیں اور خصوصاً قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا مذاکرہ، کیونکہ یہی خشت اول ہے اور یہی بنیاد ہے۔ بہر حال ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ بالآخر فتح حق کی ہوگی اور قافلہ سخت جاں اللہ کے فضل و کرم سے قدم بقدم آگے بڑھتا رہے گا۔ اللہ فرماتا ہے:

''جو جھاگ ہے وہ اُڑ جائے گی اور جو چیز انسانوں کے لئے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جائے گی۔'' (الرعد: 17)

آخر میں تمام ساتھیوں کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی سعی و جہد کو شرف قبولیت عطا فرمائے، جو مظاہرہ کی وجہ سے زیر حراست رہے اور جو اُن کی رہائی اور دیگر معاملات کے لئے دن رات کوششوں میں لگے رہے اور جنھوں نے دعاؤں میں اُن کو یاد رکھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری قیادت کو صحیح سلامت رکھے اور کڑے وقت میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میں تنظیم میں کیسے شامل ہوا

شفیع عمر

میرا تعلق پشاور سے ہے۔ میری تنظیم میں شمولیت نائن الیون کے واقعہ کے بعد ہوئی۔ نائن الیون کا واقعہ ایسا ہے جس نے دنیائے جدید کی سیاست کو ایک نیا موڑ دیا۔ اس سے جہاں امریکہ اور اتحادیوں نے عالم اسلام پر چڑھائی کا آغاز کیا، وہاں اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اس واقعہ کے بعد امریکہ، یورپ اور ساری دنیا کے لوگوں کے دلوں میں اسلام سے آگاہی کا خیال پیدا ہوا۔ اہل یورپ و امریکہ ہی کی بات نہیں، خود میرے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد میں امریکی جارحیت اور حکومت کی افغان پالیسی سے یوٹرن کے خلاف ہونے والے احتجاجی جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کرنے لگا۔ میں اپنے دوست احباب کے ساتھ مذاکروں میں بھی شریک ہونے لگا، جس سے میرے دل میں اپنے دین اسلام کے متعلق جاننے کا شوق پیدا ہوا۔ اس سے پہلے مسلمان ہونے کے باوجود میں اسلام سے آگاہ نہیں تھا۔ انہی دنوں مجھے میرے ایک اہلحدیث دوست نے درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی، جو میں نے بخوشی قبول کر لی۔ اس درس میں شریک ہونے کے بعد میں نے درس قرآن کے ہر پروگرام میں باقاعدگی سے جانا شروع کر دیا۔

یہ درس قرآن تنظیم اسلامی کے ملتزم رفیق سمیع اللہ دیا کرتے تھے۔ میں نے اُن سے بہت کچھ سیکھا اور سمجھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی عمر میں برکت ڈالے اور انہیں دین پر استقامت عطا فرمائے۔

میں جوں جوں قرآن حکیم سنتا گیا، قرآن مجھے اپنی طرف کھینچتا گیا۔ اُن دنوں جو میری کیفیات تھیں، میں انہیں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن کی صفت ہے کہ وہ لوگوں کو ظلمت سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ درس قرآن سے میری زندگی میں نمایاں تبدیلی آئی۔ قرآن حکیم نے مجھے اندھیروں سے نکالا اور حقیقت کا راستہ دکھایا۔

ہمارے محلے سے کچھ فاصلے پر مسجد عمر فاروقؓ تھی۔ میں نے وہاں باجماعت نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اس مسجد میں تنظیم کے ایک ساتھی بھی نماز پڑھتے تھے، جن کا مسجد کے پاس گھر تھا۔ وہ میرے ہم عمر تھے۔ اس سے جلد ہی اُن سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ وہ ہمیں ہر ہفتے اپنے گھر میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا درس بیان القرآن سناتے۔ اِن دروس کے ذریعے مجھے اسلام کی حقیقت اور دینی فرائض کے جامع تصور سے آگاہی ہوئی۔ میں اپنے اِن دوست سے تنظیم اسلامی اور اُس کی دعوت سے بھی متعارف ہوا۔ دل میں تنظیم میں شمولیت کا جذبہ پیدا ہوا۔ لیکن ساتھ ہی شیطان نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اگر تو نے بیعت کی تو ذمہ داریاں گلے پڑ جائیں گی، دین کا کام بغیر بیعت کے بھی ہو سکتا ہے، دیگر جماعتوں کے جو افراد دین کا کام کر رہے ہیں، انہوں نے کب بیعت کی ہے۔ اس موقع پر میرے دوستوں نے مجھے بیعت کی اہمیت کا احساس دلایا اور بتایا کہ نظم جماعت کے لیے بیعت کتنی ضروری ہے۔

مارچ 2005ء میں میں تنظیم میں شامل ہو گیا اور جون 2006ء میں بی ہیوڑ (ضلع دیر) میں مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کی۔ اس سے میرے ذہن میں پائے جانے والے بہت سے اشکالات دور ہو گئے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے مجھے ایسے مخلص لوگوں کی رفاقت عطا کی، جنھوں نے احیائے اسلام کو اپنی تگ و دو کا ہدف بنا رکھا ہے، اور جن کا مقصد زندگی اللہ کی رضا ہے۔ بقول اقبال:

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ جس جس ساتھی نے بھی میری تعلیم و تربیت کی کوشش کی اور مجھے تنظیم کی دعوت پیش کی، اُسے جزا دے۔ اور مجھے اپنے دین پر اپنا تن من دھن لٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پاکستانی طالبان کے لئے لائحہ عمل

محمد نذیر یٰسین

سُنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری کا یہ بیان خاصا چشم کشا ہے کہ " اگر فوج نے طالبان کے خلاف آپریشن بند کر دیا تو ہم خود یہ آپریشن سرانجام دیں گے۔"

بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والی اکثر و بیشتر جماعتوں نے پاکستانی طالبان کے متعلق اس وقت جو معاندانہ رویہ اختیار کیا ہے، وہ اگرچہ عدل و انصاف کے تقاضوں سے بالکل ہٹ کر ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ مسلکی تعصب ہی ہے، تاہم یہ صورتحال دین کا حقیقی درد رکھنے والوں کے لئے خاصے غور و فکر کی متقاضی ہے۔

ماضی میں وفاقِ پاکستان و افغانستان کونسل کے نام سے قائم ہونے والے فورم (جس نے بعد ازاں متحدہ مجلس عمل کی صورت اختیار کر لی تھی) میں شامل بریلوی مکتبہ فکر کی جماعتوں نے اگرچہ افغان طالبان کے متعلق ایسا طرز عمل اختیار نہیں کیا تھا بلکہ اُن کی قدرے تائید و حمایت کی تھی، تو پھر اب صورتحال میں ایسی کیا تبدیلی آئی ہے کہ اُن کا رویہ یکسر تبدیل ہو چکا ہے؟ راقم کے خیال میں اس کی سب سے بڑی وجہ افغان طالبان اور پاکستانی طالبان کے رویوں میں فرق ہے۔ افغان طالبان کے اندر بھی اگرچہ مسلکی تعصب کا قدرے غلبہ رہا تھا جس کی غمازی اہل تشیع اور دیگر مسالک و جماعتوں کے متعلق روا رکھے جانے سخت گیر طرز عمل سے ہوتی تھی، تاہم اُس وقت مسلکی رنجشیں و تعصبات ایک حد تک ہی محدود تھے۔ تحریک طالبان افغانستان میں تمام مسلم دنیا سے مختلف فقہی مسالک کے مجاہدین کی شمولیت نے تو اسے اُمت کے اتحاد و اتفاق کی ایک حوصلہ افزا تحریک بنا کر رکھ دیا تھا۔

افغانستان پر امریکی قبضے کے نتیجے میں طالبان اور القاعدہ مجاہدین کے لئے پاکستان بالخصوص اس کے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں طالبان و القاعدہ مجاہدین کے لئے ہمدردی کے غیر معمولی جذبات نے جنم لیا تھا۔ پھر جب تمام مکاتب فکر کی جماعتوں نے متحد ہو کر 2002ء کے انتخابات میں متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے انتخاب لڑا تو انہیں ایک تاریخی کامیابی حاصل ہوئی تھی، جس کا نتیجہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اُن کی حکومتوں کے قیام کی صورت میں نکلا تھا۔ بدقسمتی سے اس اتحاد کے نتیجہ میں تمام مسالک کے مابین پیدا ہونے والی خیر سگالی کی فضا تا دیر قائم نہ رہ سکی، جس کے متعدد اسباب ہیں، تاہم اس کا ایک بڑا سبب بریلوی مکتبہ فکر کا اقتدار کے ایوانوں سے باہر رہ جانا بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ خود کو سوادِ اعظم سمجھنے والوں کے لئے یہ صورتحال مایوس کن ہی ہو سکتی تھی کہ سرحد اور بلوچستان میں قائم ہونے والی مجلس عمل کی حکومتوں میں اُن کا حصہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھا۔ مگر وہ کچھ کہہ اور کر بھی نہ سکتے تھے کہ جمہوریت کے جس نظریہ کے تحت وہ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں اور خود کو دوسرے مسالک کے برعکس سوادِ اعظم کہتے ہیں، وہی اُن کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے کھڑا ہو چکا تھا۔

دوسری طرف شہدائے افغانستان کے خون کے صدقے ووٹ اور وزارتیں حاصل کرنے والوں کا طرز عمل یہ تھا کہ انہوں نے ایوانِ اقتدار میں پہنچتے ہی افغان طالبان کے متعلق اعلانِ براءت کے بیانات جاری کر دیئے۔ اُن کے یہ اعلانات طالبان اور پاک افغان سرحد پر بسنے والے اُن کے حامی قبائلیوں کے لئے یقیناً صدمے و اذیت کا باعث بنے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ متحدہ مجلس عمل کی قیادت عزیمت کا رستہ اختیار کرتے ہوئے پرویز مشرف کی ناجائز حکومت اور افغانستان میں امریکی موجودگی کے حوالہ سے سخت ترین موقف اختیار کرتی اور دینی مدارس کی اسناد وغیرہ دیگر امور کے حوالے سے بلیک میل ہونے کی بجائے خود مشرف حکومت کے جائز یا ناجائز ہونے کو ایک قومی ایشو بنا کر اُسے رخصت کرنے کی فکر کرتی۔ اُلٹا اس نے سترھویں ترمیم کی منظوری کے ذریعے مشرف حکومت کو آئینی جواز عطا کر دیا۔ یہ محض چند آئینی ترامیم کا معاملہ نہیں تھا بلکہ اس اقدام کے ذریعے بالواسطہ طور پر مشرف حکومت کے تمام اقدامات بشمول افغانستان کے خلاف جنگ میں امریکا کے اتحادی بننے کے گھناؤنے فیصلے کی توثیق بھی کر دی گئی تھی۔

افغانستان کے طالبان چونکہ امریکیوں کے خلاف گوریلا جنگ کی حکمت عملی اختیار کر چکے تھے اور انہیں سب سے زیادہ مدد پاکستان کے قبائلی علاقوں سے ہی مل رہی تھی لہٰذا طالبان کے لئے ہمدردی رکھنے والے یہ علاقے اب امریکا کے زیر عتاب آ گئے اور پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ قبائلیوں کو طالبان کی نصرت و حمایت سے باز رکھیں۔ ایک بار پھر امریکی دباؤ قبول کرتے ہوئے جب 2004ء میں قبائلی علاقوں بالخصوص وزیرستان میں اپنے ہی ہم وطنوں کے خلاف فوج کشی کا آغاز کیا گیا تو حکومت پاکستان نے ہماری مغربی سرحدوں کے محافظ قبائلیوں کو اپنا کھلا دشمن بنا لیا۔ طالبان کے مقابلے میں امریکا کا ساتھ دینے کی وجہ سے حکومت پاکستان کے خلاف نفرت کی جو آگ اُن کے سینوں میں سلگ رہی تھی، اُس نے بڑھ کر ایک الاؤ کی صورت اختیار کر لی، جس کا فطری نتیجہ پاکستان کی سیکیورٹی فورسز پر حملوں کی صورت میں برآمد ہوا۔ قبائلیوں کے دلوں میں افواج پاکستان کے متعلق پیدا ہونے والے یہ حریفانہ جذبات امریکا اور بھارت دونوں کو اپنے مفاد میں دکھائی دیئے اور پاکستان کے خلاف اپنے مذموم عزائم و مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ اور غیر معمولی اثاثہ نظر آنے لگے۔ انہوں نے قبائلی علاقوں میں اپنے ایجنٹ داخل کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو اپنے آلۂ کار کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا اور ان کے لئے اسلحہ و پیسہ کے انبار لگا دیئے۔ ایسے میں جرائم پیشہ افراد کی بھی چاندی ہو گئی اور انہوں نے بھی مجاہدین کا روپ دھار کر ایسی کارروائیوں کا آغاز کیا جن کا مقصد طالبان کو بدنام کرنا اور مسلمانوں کے مسلکی اختلافات کو زیادہ سے زیادہ بڑھاوا دینا تھا۔ افواج پاکستان کی کارروائیوں اور امریکی ڈرون طیاروں کے حملوں میں ہونے والی بے گناہ لوگوں کی ہلاکتوں نے قبائلیوں کے دلوں میں حکومت پاکستان کے متعلق پائے جانے والے منفی جذبات کو فزوں تر کیا اور اس طرح نفرت اور جنگ کی اس آگ میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ یہی وہ حالات تھے جن میں پاکستانی طالبان کا ظہور ہوا تھا اور انہوں نے ریاست پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھانے کو جائز سمجھتے ہوئے اس کے خلاف

مسلح کارروائیوں اور خودکش حملوں کا آغاز کیا تھا۔

پاکستانی طالبان کے ہتھیار اٹھانے کی ایک اہم وجہ اس خطہ میں واقع مسلمہ دینی قوتوں کی حد سے زیادہ مصلحت پسندانہ پالیسیاں بھی تھیں۔ یہ قوتیں افغانستان کے خلاف جنگ میں امریکا کا اتحادی بننے کے پاکستانی حکومت کے فیصلے کو تو عملی طور پر قبول کر ہی چکی تھیں، قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائیاں رکوانے میں بھی مکمل ناکام رہیں۔ بعدازاں اکبر بگٹی کے قتل اور لال مسجد ایسے انسانیت سوز واقعات اور پارلیمنٹ سے خلاف شرع حدود قوانین کی منظوری پر بھی ان دینی قوتوں کی طرف سے کوئی ایسی بھرپور مزاحمت سامنے نہ آسکی کہ جس پر پاکستانی طالبان کو کچھ رشک یا اطمینان کا احساس ہوتا۔ پرامن سیاسی راستے سے اپنے جائز مقاصد و مطالبات کی تکمیل کو ناممکن خیال کرنے کا نتیجہ پاکستانی طالبان کی طرف سے ہتھیار اٹھائے جانے کی صورت میں ہی نکلنا تھا جس کا ایک مظہر تحریک طالبان سوات کی طرف سے ہتھیار اٹھائے جانے کے معاملہ کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ سوات کی حیثیت 1969ء تک ایک ایسی ریاست کی سی تھی جہاں پاکستان کے نظام عدل کی بجائے شرعی نظام عدل نافذ تھا۔ پاکستان میں ضم کرتے وقت اہل سوات کو اس نظام کے برقرار رہنے کا یقین دلایا گیا تھا مگر بعدازاں اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں ریاست پاکستان کا نظام عدل نافذ کر دیا گیا تھا۔ اپنے اسی شرعی نظام عدل کی بحالی کے لئے اہل سوات نے 1989ء میں صوفی محمد کی طرف سے شروع کی گئی تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ کو بھرپور پذیرائی عطا کی تھی۔ صوفی محمد کی بھرپور احتجاجی تحریک کے نتیجہ میں اول 1994ء اور بعدازاں 1998ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے شرعی نظام عدل بحال کرنے کا وعدہ کیا گیا مگر "وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا" کے مصداق ان وعدوں کے وفا کی نوبت آئی تھی اور نہ ہی آئی۔ طالبان اگر ذرا سی بھی وعدہ خلافی کریں تو وہ قابل گردن زدنی ٹھہریں اور حکومت پاکستان مسلسل وعدہ خلافیاں کرے مگر پھر بھی مقدس گائے بنی رہے، یہ ظلم کیسے برقرار رہ سکتا تھا؟ پھر لال مسجد کے اندوہ ناک واقعہ نے مذہبی حلقوں میں یہ سوال بھی اٹھا دیا تھا کہ آیا اب پاکستانی ریاست کی اطاعت شرعی طور پر جائز رہی ہے یا نہیں؟ یہی وہ حالات تھے جن میں صوفی محمد کے داماد مولوی فضل اللہ نے حکومت پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھالئے اور سوات کے علاقہ سے حکومت پاکستان کی رٹ عملی طور پر ختم کر کے رکھ دی۔ مولوی فضل اللہ نے ایک غلطی بہرحال ایسی کی ہے کہ جسے ہرگز نظرانداز نہیں کیا جا سکتا انہوں نے یہ بات مدنظر نہیں رکھی کہ پاکستانی قوم، پاکستان کی مسلح افواج بالخصوص اس کی ایٹمی صلاحیت ہمارے دشمنوں کی آنکھوں میں مسلسل ایک کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے جس کا سدباب کرنے کے لئے وہ دن رات ہلکان ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں

پاکستانی طالبان کو یہ حقیقت بھی مدنظر رکھنا ہوگی کہ پاکستان اور افغانستان کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے

حکومت پاکستان کے خلاف مسلح لشکر لینا دشمنوں کے عزائم کو تقویت فراہم کرنے کے مترادف ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں پاکستانی طالبان کو یہ حقیقت بھی مدنظر رکھنا ہوگی کہ پاکستان اور افغانستان کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ افغانستان میں طالبان کو برسراقتدار آنے کا موقع اُس وقت ملا تھا جب وہاں ریاستی ڈھانچہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ کسی بھی ملک کے ریاستی ڈھانچہ کے برقرار رکھنے میں مسلح افواج کا کردار کلیدی اور فیصلہ کن ہوتا ہے۔ کیا پاکستانی قوم بالخصوص اور اُمت مسلمہ بالعموم افواج پاکستان کی ناکامی یا بالالفاظ دیگر پاکستانی ریاست کی ناکامی کی متحمل ہو سکتی ہے؟ کیا افواج پاکستان کو ناکامی و تباہی سے دوچار کر دینے کا مطلب ہمیں کئی دہائیاں پیچھے دھکیل دینا نہیں ہوگا؟

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ دور میں عسکری جدوجہد کے ذریعے کسی ریاست پر غلبہ پانا عملی طور پر ممکن نہیں رہا جس کی تازہ ترین مثال سری لنکا میں تامل ٹائیگرز کی شکست کی صورت میں سامنے آئی ہے۔ 37 برس بعد ریاست کے باغی تامل ٹائیگرز کی شکست پاکستانی طالبان کو اس حقیقت پر غوروفکر کی دعوت دیتی ہے کہ موجودہ دور میں نفاذ اسلام کے لئے عسکری طریقہ کار قابل عمل نہیں رہا۔ حالیہ دور میں رائے عامہ کی ہمواری اور پرامن احتجاجی تحریک ہی کسی ریاست سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے موزوں ترین طریقہ کار ہے جس کی حالیہ کامیاب مثال وکلا تحریک ہے۔ جس نے پرامن رہتے ہوئے اپنے مطالبات تسلیم کروائے ہیں۔ اگر ایسی کوئی تحریک نفاذ اسلام کے لئے چلائی جائے تو وہ ان شاء اللہ وکلا تحریک سے کہیں زیادہ کامیاب اور ثمر آور ثابت ہوگی۔

پاکستانی طالبان کو چاہئے کہ فوری طور پر پاکستانی ریاست کے خلاف جاری اپنی مسلح کارروائیاں بند کرنے کا اعلان کر دیں تاکہ نہ صرف پاکستانی معاشرہ میں اُن کے متعلق پائے جانے والے منفی تاثر کا خاتمہ ہو سکے بلکہ دشمنان اسلام و پاکستان کے ناپاک عزائم بھی خاک میں مل جائیں۔ مزید برآں اُنہیں اپنے متعلق پائے جانے والے مذہبی و مسلکی تنگ نظری کے موجودہ سنگین تاثر کا خاتمہ بھی کرنا ہوگا کہ اس کے بغیر اُنہیں کبھی بھی عوامی سطح پر پذیرائی حاصل نہ ہو سکے گی۔ طالبان کا تعلق چونکہ اکثر و بیشتر دیوبندی مکتبہ فکر سے ہے لہٰذا پاکستان میں بسنے والے دیگر مسالک بالخصوص بریلوی، اہل حدیث اور اہل تشیع وغیرہ حضرات کو مطمئن کرنے کے لئے اُنہیں ایک متفقہ ضابطہ اخلاق بھی طے کرنا پڑے گا۔ اگر انہوں نے جلد از جلد ایسا نہ کیا تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ اُن کی تحریک مسلکی و گروہی تنازعات کی بھینٹ چڑھ کر اپنی موت آپ مر جائے اور نام نہاد لبرل اور سیکولر طبقات دینی قوتوں کے باہمی اختلافات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مملکت خداداد پاکستان میں ایک سیکولر فاشسٹ نظام قائم کرنے کے دیرینہ خواب کو حقیقت کا روپ دینے میں کامیاب ہو جائیں۔ اللہ ہمیں اس صورتحال سے بچائے۔ آمین

ضرورت رشتہ

☆ O۔ بیٹا، عمر 32 سال، خوبصورت، برسرروزگار، تعلیم ایم بی اے، قد 6 فٹ کے لئے دینی مزاج کی حامل خوبصورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

O۔ بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم ایم اے عربی، قد 5 فٹ 3 انچ کے لئے برسرروزگار تعلیم یافتہ، (کم از کم ماسٹر ڈگری ہولڈر) لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-8711159

☆ آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال، ملتزم رفیق، تعلیم ایک سالہ قرآن فہمی کورس اور بی ٹیک الیکٹریکل، دبئی میں ذاتی کاروبار کے لئے دینی مزاج کی حامل صوم وصلوٰۃ کی پابند ڈاکٹر، انجینئر، لیکچرار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی درس دینا جانتی ہو۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ اندرون و بیرون ملک والے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ: 00971508081044

☆ کوئٹہ کے رہائشی رفیق تنظیم، عمر 36 سال، تعلیم ایم اے اکنامکس کو دوسری شادی کے لئے دینی مزاج کی حامل حافظہ قرآن/عالمہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ خاتون کی عمر 40 سال سے کم ہو۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0312-9300017

افغانستان کا اصل مسئلہ بیرونی افواج کا قبضہ ہے

امریکی اور نیٹو افواج فوری طور پر افغانستان سے نکل جائیں

تحریک طالبان افغانستان کے سیاسی کمیشن کے سربراہ ملا آغا جان معتصم سے انٹرویو

ملا آغا جان معتصم سید عبدالستار آغا کے گھر 1971ء قندھار کے ضلع پنجوائی کے گاؤں ملغام میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کی۔ ثانوی تعلیم کے لیے قندھار کے جید علمائے کرام اور مشہور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ بعدازاں اعلیٰ تعلیم ہجرت کے دوران حاصل کی۔ روسی مداخلت کے وقت قندھار میں مختلف محاذوں پر نہ صرف عملی طور پر شریک رہے بلکہ قابل ذکر کارنامے انجام دیتے ہوئے تین بار زخمی ہوئے۔ طالبان تحریک کی کامیابی کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان میں متعدد اہم اور کلیدی عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کا شمار ملا محمد عمر مجاہد کے قریبی اور معتمد لوگوں میں ہوتا ہے۔ طالبان کے دور حکومت میں آپ ملا عمر کے مشیر خاص، وزیر خزانہ کے عہدوں پر تعینات رہے۔ چند سال تک تمام فوجی و سول اداروں اور وزارتوں کے تشکیلاتی، تعمیراتی کمیشن کے بااختیار سربراہ رہے۔ افغانستان میں امریکی جارحیت کے خلاف بھی مختلف محاذوں پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ نے عسکری، مالی، ثقافتی اور دعوتی محاذ سمیت دیگر اہم شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ عسکری و سیاسی بصیرت کے حامل 38 سالہ ملا آغا جان معتصم ان دنوں طالبان تحریک کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد کے حکم پر قائم ہونے والے سیاسی کمیشن کے سربراہ مقرر ہوئے ہیں جنہوں نے افغانستان کی تازہ ترین فوجی اور سیاسی صورتِ حال پر افغان صحافی "احمد مختار" کو افغانستان کے ایک نامعلوم مقام سے خصوصی انٹرویو دیا ہے۔ یہ انٹرویو ہفت روزہ ضرب مومن میں شائع ہوا، جسے ضرب مومن کے شکریے کے ساتھ ان صفحات میں شائع کیا جا رہا ہے۔

سوال: افغانستان کی اسلامی امارت میں سیاسی کمیشن کب بنا؟ اس کا بنیادی مقصد اور اہداف کیا ہیں؟

جواب: یہ کمیشن تقریباً 5 سال پہلے اس وقت تشکیل دیا گیا جب اسلامی امارت کے سربراہ کی جانب سے امریکا اور دیگر قابض افواج کے مقابلے میں عسکری اور سیاسی امور کو منظم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ سیاسی کمیشن بنانے کی ضرورت یہ تھی کہ جب اسلامی امارت کے مجاہدین نے قابض امریکیوں کے خلاف متعدد کامیابیاں حاصل کیں تو اس دوران بہت سے مسائل سامنے آئے، خاص کر اسلامی امارت کے ساتھ بعض لوگوں کے روابط کے بعد امیر المومنین نے اس کمیشن کی منظوری دی۔ سیاسی کمیشن کی تشکیل کے بعد ہم نے کئی اہم اقدامات اٹھائے جن میں کمیشن نے افغانستان سمیت پورے خطے میں امریکی توسیع پسندانہ عزائم خاک میں ملانے کے لیے اہم ممالک سے روابط قائم کیے۔ مسئلہ افغانستان کے حل کے لیے ملکی سطح پر بھی بااثر حلقوں سے رابطے استوار کیے گئے۔

سوال: امریکا کے ساتھ سات سالہ جہادی مزاحمت کے میدان میں اسلامی امارت کو سیاسی فتح کی نسبت عسکری فتح زیادہ حاصل ہوئی۔ آئندہ کے لیے آپ کی نظر میں سیاسی میدان میں اسلامی امارت کی کامیابی کیسے ممکن ہے؟

جواب: میرے خیال میں سیاسی فتح کافی حد تک فوجی طاقت اور عسکری قوت ہی کی مرہون منت ہوتی ہے۔ افغانستان میں دشمنوں نے عسکری مداخلت کی ہے اس لیے اسلامی امارت نے بھی ان کے خلاف مزاحمت شروع کی جس میں اللہ کے فضل سے ہمیں کامیابی حاصل ہوئی اور اس کامیابی کا اعتراف دشمن نے بھی کیا۔ اس فوجی مزاحمت ہی کے نتیجے میں اسلامی امارت میں سیاسی عمل بھی شروع ہو گیا۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مسائل صرف جنگ سے حل نہیں ہوتے اور نہ ہی صرف سیاسی مفاہمتوں سے حل ہوتے ہیں۔ مسائل کے حل کے لیے سیاسی بصیرت اور مفاہمت کے پیچھے فوجی طاقت بھی ضروری ہے۔

سوال: امریکی حملے کے خلاف سات سالہ مزاحمت کے بعد اسلامی امارت نے خود کو دنیا میں ایک مؤثر قوت کی حیثیت سے منوالیا ہے۔ کیا سیاسی راستے کے ذریعے دنیا کے ساتھ امارت اسلامی کے مثبت مذاکرات کے امکانات موجود ہیں؟

جواب: امریکا اور اس کے اتحادیوں نے انسانی واخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہوئے افغانستان پر بلاجواز حملہ کیا۔ اس کے نتیجے میں امارت اسلامیہ افغانستان کا سقوط ہوا۔ ہزاروں بے گناہ بچے اور بوڑھے شہید ہوئے۔ افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم اپنی مظلومیت اور امریکی مظالم کو دنیا کے سامنے لانے کے لیے میڈیا کے ساتھ بات کریں، ان کو اپنے اہداف بتائیں اور اپنے مظلوم عوام کو امریکا سے نجات دلانے کے لیے مدد حاصل کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی ممالک دنیا کے آزاد ممالک کی توجہ امریکی مظالم کی طرف دلائیں اور ان کے ساتھ بات چیت کریں۔

سوال: اگر امارت اسلامی کو فتح حاصل ہوتی ہے اور افغانستان پر دوبارہ آپ کی حکومت قائم ہو جاتی ہے تو کیا آپ کا انداز حکمرانی وہی پرانا ہوگا یا آپ اپنے طرز حکومت میں کوئی نئی تبدیلیاں لائیں گے؟

جواب: جس طرح نام سے ظاہر ہے افغانستان کا طرز حکومت مکمل اسلامی ہوگا۔ تمام سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے اسلام کے سنہری اصولوں کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ سابقہ دور میں ہم سے جو غلطیاں سرزد ہوئیں، انھیں اب نہیں دہرایا جائے گا۔ تاہم اس وقت بعض وسائل کی کمی کی وجہ سے کچھ چیزوں پر پوری طرح عمل نہ کر سکے اور اب اصلاح کے لیے حاضر ہیں۔ اب چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لیے تمام افغانوں پر مشتمل ایک ایسی مفاہمت (دستور) قائم کی جائے جو اسلامی اصولوں سے متصادم نہ ہو اور افغانستان کے مسلمانوں کی روایات بھی

اس میں موجود ہوں۔

سوال: روسی مداخلت کے وقت افغان مزاحمت کو تمام دنیا کی سیاسی حمایت حاصل تھی لیکن موجودہ مزاحمت میں ایسی حمایت دیکھنے میں نہیں آتی۔

جواب: اس مداخلت کے وقت ہماری مزاحمت کے ساتھ دنیا کی حمایت بتدریج حاصل ہوئی تھی۔ اب بھی مزاحمت کے ساتھ ساتھ ہمیں بتدریج حمایت حاصل ہو رہی ہے۔ جب روسیوں کے خلاف مجاہدین نے مزاحمت میں طاقت پیدا کر دی تو دنیا نے اس وقت مجاہدین کی روسیوں کے مقابلے میں سیاسی اور فوجی حمایت کی۔ افغانستان پر امریکی قبضے کے ابتدا میں کوئی یہ بات تسلیم کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا کہ خالی ہاتھ اور جنگ زدہ افغان عوام جدید وسائل سے لیس امریکیوں کے مقابلے میں زیادہ دیر مزاحمت کر پائیں گے لیکن گزشتہ سات سالوں میں زبردست مزاحمت کے بعد یہ بات امریکا اور دنیا پر آشکارا ہو گئی ہے کہ افغان عوام امریکی قبضے کا راستہ روک سکتے ہیں اور وہ نہ صرف فوجی ذریعے سے بلکہ سیاسی طور پر بھی خطے میں امریکی عزائم کا راستہ روکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ افغانستان میں امریکی ناکامی پورے خطے میں ان کی ناکامی ہے اور جس طرح ماضی میں ہم نے کمیونزم کا راستہ روکا، اسی طرح اللہ کے فضل سے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے فسادات سے اپنی قوم کو نجات دلائیں گے۔ افغان مزاحمت کے بعد دنیا اس سوچ میں ہے کہ کس طرح اسلامی امارت کی سیاسی، اور فوجی مدد کی جائے۔ مختصر یہ کہ اسلامی دنیا عقیدے کی بنیاد پر اسلامی امارت کی حمایت کرے اور وہ ممالک جو خطے میں امریکا کے ساتھ سیاسی فوجی اور اقتصادی اختلافات رکھتے ہیں، وہ افغان مزاحمت کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ ممالک جو چاہتے کہ ان کے پڑوس میں امریکا موجود نہ رہے، وہ بھی اپنے مفادات کی خاطر مزاحمت کی حمایت کر رہے ہیں اور اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

سوال: دنیا کی عدم حمایت اور مخالفت کے ساتھ اسلامی امارت افغانستان میں کس طرح اپنے عسکری اور سیاسی وجود کو قائم رکھ سکتی ہے؟

جواب: ماضی کی تاریخ سے یہ بات عیاں ہے کہ افغان قوم آپس میں جتنے اختلافات رکھتی ہو، لیکن بیرونی حملے کے مقابلے میں ذاتی اختلافات چھوڑ کر ایک ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی امارت نے افغان عوام کے دلوں میں اپنے لیے جگہ بنالی ہے۔ ہماری حکومت افغانوں پر تھی اور ملک کے اندر کئی دھڑے موجود ہیں اور ہر کوئی شرعی اور غیر شرعی کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے حکومتی نظام کو ختم کر دیا تھا۔ اس کی اصلاح کے لیے طالبان نے افغانستان کے اندر اسلامی حکومت قائم کی اور اب امریکا کے خلاف کئی محاذ کھولے ہیں۔ امریکی عقیدے کے لحاظ سے مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں۔ افغان اپنے دین اور عقیدے کے دفاع کے لیے لڑ رہے ہیں جہاں تک اسلامی ریاست کی مخالفت کی بات ہے تو امریکا کے سوا کسی نے طالبان کی مخالفت نہیں کی۔

افغانستان میں امریکی ناکامی پورے خطے میں اُس کی ناکامی ہے۔ جس طرح ماضی میں ہم نے کمیونزم کا راستہ روکا، اسی طرح اللہ کے فضل سے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے فسادات سے اپنی قوم کو نجات دلائیں گے

سوال: افغان مسئلے کے حل کے لیے اسلامی امارت ملک سے بیرونی افواج کی غیر مشروط انخلا کی بات کر رہی ہے جبکہ بیرونی افواج امن کے سلسلے میں طالبان سے ہتھیار پھینکنے کی بات کر رہی ہیں۔ دو متضاد مطالبات کی موجودگی میں معقول حل کس طرح ممکن ہے؟

جواب: امریکا اور اس کے اتحادی افغان مسئلے کے حل کے لیے بہت سی باتیں کر رہے ہیں جو انسانی عقل سے باہر ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ افغان مسئلہ حل ہو جائے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ افغان عوام ایک ہو کر اسلامی نظام اپنائیں اور افغان مسلمان آزادی اور ترقی کی زندگی شروع کریں۔ اگر امریکا افغان مسئلے کا حل چاہتا ہے تو پہلے قدم کے طور پر افغانستان سے نکل جائے اور وہ تمام قید خانے جس میں مجاہدین کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ افغانستان میں ہوں یا باہر انہیں بند کر کے مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈا بند کرے۔ یہ وہ شرائط ہیں جو اسلامی امارت میں افغان مسئلے کے حل کے لیے پیش ہوئی ہیں۔ امریکا اور اس کی کٹھ پتلی مرکز شاہی حکومت جو مجاہدین سے ہتھیار پھینکنے کا مطالبہ کر رہی ہے، اُس کا یہ مطالبہ غیر معقول ہے کیونکہ کوئی بھی جنگ کے میدان میں اپنا اسلحہ دشمن کے حوالے نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی امارت جس وقت امریکہ اور اتحادیوں کے دباؤ میں تھی، اس وقت یہ بات نہیں مانی گئی تو اب جب کہ مجاہدین کو کامیابی مل رہی ہے تو یہ مطالبہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اسلامی امارت افغانستان پر حکومت اس لیے چاہتی ہے کہ یہاں اسلامی حکومت قائم کرے، نہ اس لیے کہ اسلام کے نام پر قبضہ شدہ اداروں کی قیادت کریں۔

سوال: افغان مسئلے کے حل کے لیے اسلامی کانفرنس یا دیگر اسلامی ممالک کیا رول ادا کر رہے ہیں؟

جواب: ہم افغان مسئلے کے حل کے لیے کسی کی طرف سے بھی اٹھائے جانے والے اقدامات کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن کسی کو بھی افغانستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم پہلے بھی اور آج بھی کہہ رہے ہیں کہ افغانستان کا اصل مسئلہ بیرونی افواج کا قبضہ ہے۔ جو حضرات افغانستان میں امن چاہتے ہیں وہ بیرونی افواج کے انخلاء کے لیے امریکا کو آمادہ کریں۔ افغانستان میں بیرونی افواج کی موجودگی میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور بیرونی افواج کے انخلا کے بعد افغانستان میں امن قائم کرانا افغان عوام کی ذمہ داری ہے۔ افغان قوم افغانستان میں امن قائم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ملک کا دفاع اور امن افغانوں کا کام ہے۔ انہوں نے یہ کام پہلے روسی اور اب امریکی مداخلت کے باوجود اچھے طریقے سے انجام دیا ہے اور افغانستان عوام افغانستان کو گھر مانتے ہیں اور اپنے گھر کے امن کو اچھے طریقے سے قائم کر سکتے ہیں۔ اسلامی کانفرنس اور اسلامی ممالک اور اقوام متحدہ افغانوں پر ہونے والے امریکا کے مظالم کا راستہ روکیں۔ اسلامی امارت ملت اسلامیہ کی مدد سے افغانستان میں امن قائم کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور اس کا اعتراف امریکا نے بھی کیا ہے۔ ہم اسلامی کانفرنس، نیٹو افواج اور اقوام متحدہ سے افغانستان میں امن قائم کرنے کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ اسلامی امارت اسلامی کانفرنس اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے

وہ ممالک جو خطے میں امریکا کے ساتھ سیاسی فوجی اور اقتصادی اختلافات رکھتے ہیں، وہ افغان مزاحمت کی حمایت کر رہے ہیں

افغانستان سے امریکی فوج کو نکلنے پر آمادہ کریں اور صدر بش پر عالمی عدالت میں جنگی جرائم کا مقدمہ چلائیں۔

سوال: گزشتہ مہینوں میں ذرائع ابلاغ میں یہ بات آئی تھی کہ سعودی عرب افغان مسئلے پر ثالثی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ آپ سعودی عرب کے کردار کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب: سعودی عرب اسلامی دنیا میں اہم مقام رکھتا ہے۔ ہمارے نبی پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد ﷺ نے اس سرزمین پر اسلام کے مقدس دین کی بنیاد رکھی تھی۔ ہم مسلمانوں کا قبلہ سعودی عرب میں ہے اور مسجد نبوی بھی سعودی عرب میں ہے۔ سعودی عرب کے حکمران اور قوم نے روسی مداخلت کے دوران افغانستان کی مدد کی تھی۔ ہم آج بھی امریکی مداخلت پر ان سے اسلامی اور اخلاقی مدد کی توقع رکھتے ہیں۔ ہم سعودی عرب کے شاہ عبداللہ خادم الحرمین الشریفین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ افغانستان اور پوری اسلامی دنیا کے مظلوم مسلمانوں، افغانستان، عراق، فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک کے مسائل میں ان کا ساتھ دیں اور ان کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمت نازل کرے تاکہ وہ مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرسکیں۔

سوال: اوباما کے آنے سے امریکا دنیا کے مسائل اور افغانستان کے بارے میں نئی پالیسی کی تیاری میں ہے جبکہ اوباما نے گوانتانامو بے قید خانے کو بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب: اوباما کے اس اقدام کو مثبت اقدام قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بگرام، پل چرخی اور قندھار کے قید خانوں میں ہزاروں افراد قید ہیں۔ وہاں پر قید بے گناہ افراد کو رہا کر کے اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دی جائے۔ قیدیوں کو دوسری جیلوں میں قید کرنے سے اس قدام کی کوئی اہمیت نہیں، کیونکہ قیدی جب اپنے رشتہ داروں سے دور ہوں تو ان کے لیے گوانتانامو بے اور غیر گوانتانامو بے ایک جیسے ہیں۔ اوباما ایک طرف گوانتانامو بے بند کرنے کی بات کر رہے ہیں تو دوسری جانب افغانستان میں مزید فوج بھیجنے کی بات ہو رہی ہے، جو افغانستان میں خونریز جنگ کا پیش خیمہ ہوگا جس میں مزید امریکی فوج جہاد کے نتیجے میں مریں گے۔

سوال: نیٹو کے بعض ممالک کے اہلکار طالبان کے ساتھ مذاکرات پر زور دے رہے ہیں۔ اس سے امارت اسلامی کس حد تک فائدہ اٹھا سکتی ہے؟

جواب: اگر نیٹو کے ممالک واقعی اسلامی امارت کو ایک فوجی اور سیاسی قوت تسلیم کرتے ہیں تو انہیں اسلامی امارت کی شرائط تسلیم کرنی چاہئیں۔ ہماری شرائط یہ ہیں کہ امریکا اور نیٹو افواج فوری طور پر افغانستان سے نکل جائیں کیونکہ ان کی موجودگی کی وجہ سے افغان بچے، خواتین اور بوڑھے شہید ہو رہے ہیں۔ ہم امریکا اور نیٹو اتحادیوں کو کہتے ہیں کہ وہ اگر واقعی افغان مسئلے کا حل چاہتے ہیں تو انہیں افغانستان سے نکلنا ہوگا۔ طالبان کے حکومت میں شامل ہونے سے بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، جب تک تمام بیرونی افواج افغانستان سے نہیں نکل جاتیں۔ کیونکہ افغان عوام اپنے ملک میں اجنبی حکمرانوں کو تسلیم نہیں کرتے۔

افغانستان میں بیرونی افواج کی موجودگی میں امن قائم نہیں ہوسکتا اور بیرونی افواج کے انخلا کے بعد افغانستان میں امن قائم کرانا افغان عوام کی ذمہ داری ہے

سوال: افغان مسئلے کے حل کے لیے بیرونی اور اندرونی طور پر اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ صرف فوجی راستے سے اس کا حل ممکن نہیں اور مفاہمت کا راستہ اختیار کیا جائے۔ آپ اس کے لیے کون سا معقول حل تجویز کرتے ہیں؟

جواب: دیکھیے جی! ہم نے بات چیت سے امریکیوں کو بتایا تھا لیکن امریکا اس وقت اپنے غرور میں مبتلا تھا اور امن کے لیے کسی معقول حل پر آمادہ نہیں تھا۔ اس نے طاقت کے نشے میں تمام بین الاقوامی قوانین کو بالائے طاق رکھ کر افغانستان پر حملہ کیا۔ امریکا کو یقین تھا کہ وہ فوجی طاقت کے بل بوتے پر افغانستان پر قبضہ کر لے گا۔ اس لیے اسلامی امارت نے بھی دفاعی اقدام کے طور پر دفاعی راستہ اپنایا اور جب تک افغانستان میں قابض افواج موجود ہیں تو ہم مسئلہ کے حل کے لیے صرف مسلح جہاد پر یقین رکھتے ہیں۔ جب مجاہدین کو مزید کامیابیاں ملیں گی اور امریکی پسپا ہوں گے تو اس وقت افغانستان کے سیاسی نظام کے بارے میں بات چیت کا راستہ موجود ہے لیکن موجودہ وقت میں امریکا اور نیٹو کو افغانستان سے نکالنے کے لیے ہم جہاد کو اہم راستہ تصور کرتے ہیں۔ جہاں تک افغان حکومت نے مذاکرات کی دعوت کا سلسلہ شروع کیا ہے اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

سوال: اگر متنازعہ مسائل کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس میں ایک بھی سیاسی راستے سے حل نہیں ہوا جیسا کہ مسئلہ کشمیر، فلسطین...... آپ اس طرح کے مسائل کے حل کے لیے سیاسی یا فوجی حل میں سے کس کو ترجیح دیتے ہیں؟

جواب: جب کوئی کسی کے گھر پر حملہ کرتا ہے اور اس پر قبضہ کرتا ہے تو قدرتی بات یہ ہے کہ وہ اپنے دفاع کے لیے فوجی راستہ ہی اختیار کرتا ہے۔ اسلامی امارت افغانستان پر دشمن کے قبضے کے خاتمے کے لیے مزاحمت کا راستہ بہتر سمجھتی ہے۔ تاہم فوجی مزاحمت کے ساتھ ساتھ مسئلے کے حل کے لیے اسلامی کانفرنس، اقوام متحدہ اور دیگر مؤثر قوتیں بات چیت کریں اور انہیں سمجھائیں کہ افغان قوم نے جنگ کے شعلے بھڑکا کر کسی کے گھر پر حملہ نہیں کیا، بلکہ یہ امریکی ہیں جنہوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور انہیں اپنے ملک کی آزادی کے لیے مزاحمت پر مجبور کیا۔

(جاری ہے)

خلافت کی حقیقت
اور عصر حاضر میں اس کا نظام

بانی تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد
کے چار خطبات کا مجموعہ

سفید کاغذ ۔ عمدہ طباعت ۔ صفحات 212
قیمت (اشاعت خاص) 120 روپے

اس کتاب کا مطالعہ خود بھی کیجیے اور اسے زیادہ سے زیادہ عام کیجیے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501
email : maktaba@tanzeem.org website : www.tanzeem.org

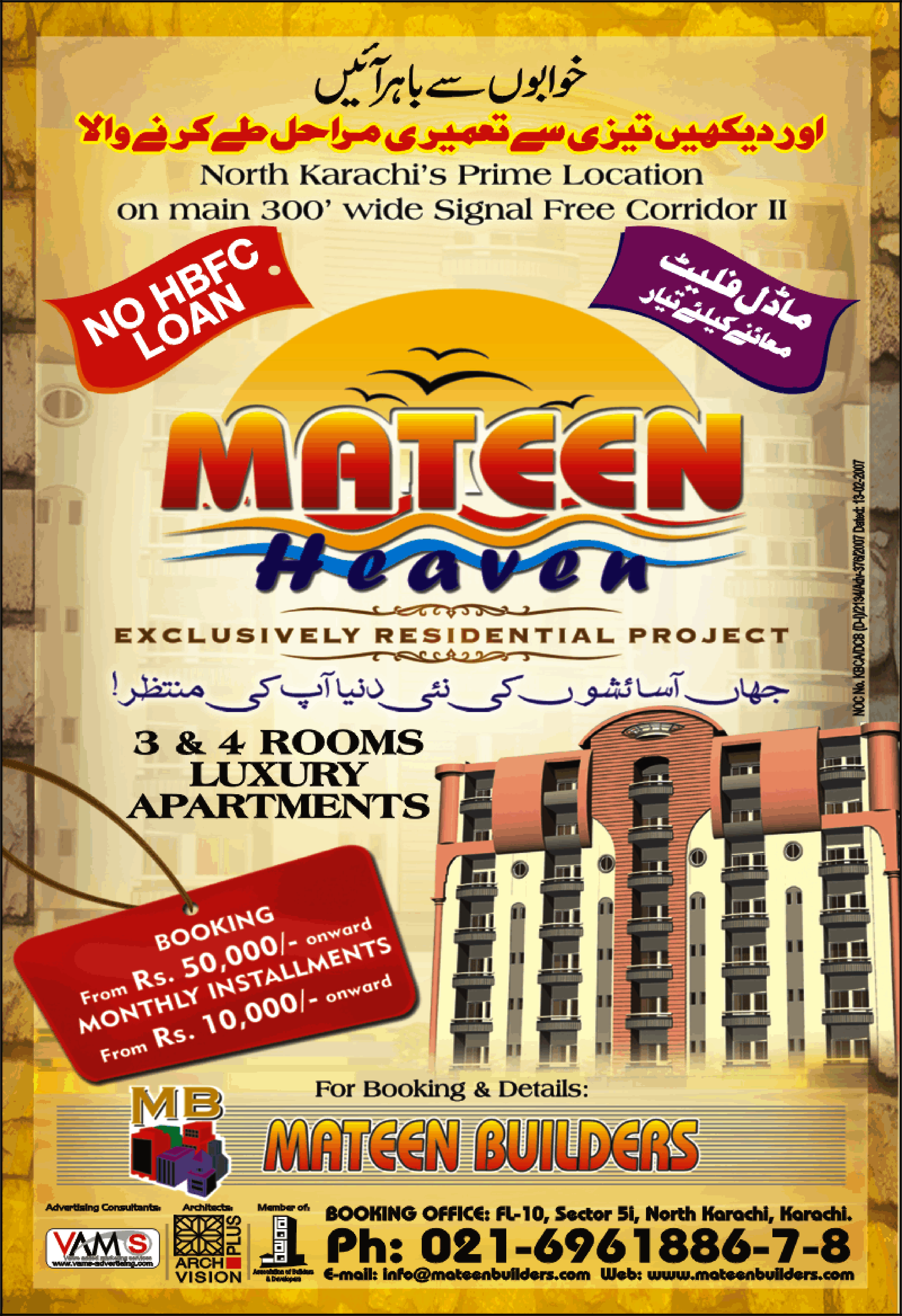

خوابوں سے باہر آئیں
اور دیکھیں تیزی سے تعمیری مراحل طے کرنے والا
North Karachi's Prime Location
on main 300' wide Signal Free Corridor II
NO HBFC LOAN
ماڈل فلیٹ
معائنے کیلئے تیار
MATEEN
Heaven
EXCLUSIVELY RESIDENTIAL PROJECT
جہاں آسائشوں کی نئی دنیا آپ کی منتظر!
3 & 4 ROOMS
LUXURY
APARTMENTS
NOC No. KBCA/DCB (D-I)/2134/Adv-376/2007 Dated: 13-02-2007
BOOKING
From Rs. 50,000/- onward
MONTHLY INSTALLMENTS
From Rs. 10,000/- onward
For Booking & Details:
MB
MATEEN BUILDERS
Advertising Consultants:
VAMS
www.vams-advertising.com
Architects:
ARCH VISION PLUS
Member of:
Association of Builders & Developers
BOOKING OFFICE: FL-10, Sector 5i, North Karachi, Karachi.
Ph: 021-6961886-7-8
E-mail: info@mateenbuilders.com Web: www.mateenbuilders.com